

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

باروال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 03 ربیعی 2019ء، وزمینۃ المبارک برباط قبیل 27 شعبان المعموم 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	وقفہ سوالات۔	05
4	مشترکہ تحریک التوانہ 7 منجانب: میر اختر حسین لانگو، ملک نصیر احمد شاہوی، جناب احمد نواز بلوج، جناب نصراللہ خان زیرے، جناب ڈاکٹر جانسن صاحب اور میرزا بدعلی ریکی، ارکین اسمبلی۔	
5	قرارداد نمبر 41 منجانب: جناب ثناء اللہ بلوج، رکن اسمبلی۔	37 59

ایوان کے عہدیدار

اپیکر میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔ جناب عبد الرحمن

چیف رپورٹر۔ جناب احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 03 ربیعی 2019ء بروز جمعۃ المبارک بمرطابق 27 شعبان المعموم 1440 ہجری، بوقت شام 05:00 بجے زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتُ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتُ ط رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ح رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَه
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ح رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ح وَاعْفُ عَنَّا وَقْفَة
وَاغْفِرْنَا وَقْفَةً وَارْحَمْنَا وَقْفَةً أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِينَ ح

﴿ ۲۸۲ ﴾ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲ پارہ نمبر ۲

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے۔ اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اُس نے کیا۔ اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا پُوکیں۔ اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر۔ اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور درگز رکر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں؟

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): جناب اسد اللہ بلوج صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان لہڑی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نعیم بازی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جین شیران صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نصیر احمد شاہوی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرزاد علی ریکی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلی ترین صاحبہ خی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جی وقفہ سوالات۔ اختر حسین لاڳو صاحب آپ اپنا سوال نمبر 39 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لاڳو: سوال نمبر 39۔ جناب اسپیکر! میرے خیال سے متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں اس سوال کو defer کیا جائے تاکہ متعلقہ نشر صاحب آجائیں اور تمیں proper اس کا جواب ملے سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: انہوں نے table بھی نہیں کیا؟

میر اختر حسین لاڳو: question table کیا ہے۔ لیکن متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں اور اُدھر سے کوئی جواب بھی نہیں دے رہا ہے۔ تو میرے خیال سے متعلقہ وزیر صاحب اگر آجائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اگر آپ کو اپنا جواب مل گیا ہے تو پھر میرے خیال سے defer کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میر اختر حسین لاڳو: وہاں سے تو کوئی پڑھا ہوا تصور کے لیے بھی کوئی بولنے والا نہیں ہے اب ضمنی question ہے ہم کس سے پوچھیں جناب؟

میر محمد عارف محمد حسني (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب اسپیکر پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جی detail دیدیا ہے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میر اختر حسین لاڳو: جناب والا! میرے خیال سے اس میں جو تفصیل دی گئی وہ بھی ناکافی ہے ایک طرف انہوں نے ہزاروں درختوں کی فہرست دی ہے۔ دوسرا طرف وہ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف ڈھانی لاکھ روپے per_district کے حساب سے پیسے دیئے جاتے ہیں۔ شجر کاری مہم کے لیے درخت لگانے کے لیے تو میرے خیال سے ان کا اپنا جواب بھی اپنے اُس تفصیل کے ساتھ contradict کر رہا ہے۔ تو میرے خیال سے اگر اس minister department کا صاحب اگر کوئی ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں یہ مکمل جنگلات کے جتنے بھی سوالات ہیں اُن کو defer کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نہیں کریں میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے پتہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ **defefer** ہو گئے۔ انجینئر سید محمد فضل آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 43 دریافت فرمائیں، وہ بھی نہیں آئے ہوئے ہیں۔ تو شاء اللہ بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 53 دریافت فرمائیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب اسپیکر سوال نمبر 53؟

53☆ جناب شاء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی:

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں گزشتہ 7 سالوں سے مستقل بنیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کو اُن کی ملازمت سے برطرف کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہات کی بنا ان ملازمین کو برطرف کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے نیز ان ملازمین کے نام بعد ولدیت، عہدہ، گرید، تاریخ تعیناتی اور لوکل/ڈو میسکل کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مسئلے کا پس منظر یوں ہے کہ مورخہ 12 پریل 2015 کو قومی احتساب بیورڈ بلوچستان نے 387 ملازمین کی ایک فہرست مہبیا کی جو کہ 2011، 2012، 2013 اور 2014 میں محکمہ مواصلات و تعمیرات ضلع کوئٹہ کے ذیلی دفتروں میں بھرتی کیے گئے تھے۔ 387 ملازمین کے فہرست کو چھان بین کے بعد 361 ملازمین جعلی اور غیر قانونی قرار پائے گئے۔ قومی احتساب بیورونے 23 ملزمان بمشمول سابقہ سیکیشن آفیسر جزل سی اینڈ دبلیوڈیپارٹمنٹ اور دیگر کے خلاف ان ملازمین کو غیر قانونی اور جعلی طریقے سے بھرتی کرنے کے لام میں احتساب عدالت میں ریفسنس نمبر NO.02/2016 دائر کی گئی تھی جو کہ ابھی تک مذکورہ عدالت میں زیر ساعت ہے۔

2- جون 2016 میں جناب چیف سیکرٹری صاحب نے مسئلے کا نوٹس لیا اور محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ایک تفصیلی نوٹ چیف سیکرٹری کو ارسال کی۔ جس پر چیف سیکرٹری نے حکم صادر فرمایا کہ مذکورہ ملازمین کی تنخواہ بند کرنے کے سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ کو لوگ سے خلاصہ بھیجا جائے۔ حکم تعییل کرتے ہوئے محکمہ ہذا نے جناب وزیر اعلیٰ کو خلاصہ ارسال کیا۔ جسے مجاز اتحاری نے منظور کر کے 361 جعلی ملازمین کی تنخواہ بند کر دی گئی۔

3- متأثرہ ملازمین نے تنخواہ بندش کے خلاف عدالت سے رجوع کیا۔ اور بعد ازاں عدالت عالیہ اور مجاز اتحاری

کے حکم پر ان کی تنخواہیں بحال کی گئیں۔

4- مجاز احتاری کے حکم سے ان 361 جعلی بھرتی شدہ ملازمین کو انٹھار و جوہ (Show Cause) اور ذاتی شنوائی (Personal Hearing) کا موقع فراہم کر کے ان کو جعلی قرار دے کر ملازمت سے برخاست کرنے کیلئے جناب چیف سیکرٹری کونٹرول ارسال کیا گیا ہے جو کہ واپسی کا منتظر ہے۔

(ب) 361 جعلی وغیر قانونی ملازمین کی فہرست مختتم ہے لہذا اسمبلی لا بیریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم بشری آپ نے کہا میں جوابات دوں گی؟

جناب شناع اللہ بلوج: نہیں نہیں منستر صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی منستر صاحب؟

وزیر مکملہ مواصلات و تعمیرات: 2015ء میں نیب نے ان کی detail بھیجا تھی چھان بین کرنے کے بعد جو غیر قانونی اور جعلی قرار پائے۔ ان کی تنخواہیں روک دی گئیں ابھی بھی ان کے لیے گورنمنٹ نے کمیٹی بنائی ہے نیب میں بھی ان کا کیس چل رہا ہے جیسے ہی ادھر سے فیصلہ آئے گا۔ کمیٹی بھی اپنا کام کر رہی ہے اس کا بھی انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ آئے گا۔ ان کے بارے میں جو بھی فیصلہ ہوا وہ ایوان کو بتا دیا جائے گا۔

جناب شناع اللہ بلوج: جناب اسپیکر! شکریہ محترم وزیر صاحب نے بالکل جافرمایا۔ یہ کچھ issue ایسے ہیں کہ جس میں کوئی تھوڑی سی تشویش تھی۔ جس کے باعث میرے خیال میں نیب میں وہ منتقل کر دیا گیا تھا۔ لیکن آپ کو یاد ہوگا۔ میں نے کچھی اسمبلی میں میں نے یہاں ایک توجہ دلا و نوٹس کے تحت یہ معاملہ اٹھایا تھا۔ اور اس وقت جو وزیر تھے مواصلات کے محترم طارق مکسی صاحب نے یہاں ایک کمیٹی بھی تشکیل دی۔ ان ہی ملازمین کے حوالے سے اور ابھی آپ بتائیں گے کہ اس کمیٹی نے اس وقت کیا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ ہاؤس رولنگ آئی تھی کہ وہ کمیٹی جو ہے یہ معاملہ takeup کرے گئی۔ اور ان ملازمین کی جو بھی یہ پریشانیاں ہیں ان کو بھی حل کرے گی ان کو مستقل کرنے کے معاملے کو بھی دیکھئے گی۔ تو اس سلسلے میں کیا اس کمیٹی کی رپورٹ آپ کے پاس ہے۔ یہی معاملے پر کمیٹی بنی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کمیٹی نے ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں کیا ہے زیر غور ہے جیسے ہی فیصلہ آیا ایوان کو بتا دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب شناع اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! میں اس میں زیادہ کوئی اور سوال اپنے بھائی سے نہیں پوچھوں گا

صرف اتنا ہے آپ تکلیف کر کے اگر آپ کے جو بھی concren سیکرٹریز یا ایڈیشنل سیکرٹریز بیٹھے ہیں۔ یہ بہت ہی تشویشاً ک معاملہ ہے اس لیے ہے کہ 4 یا 5 سو کے قریب بلوچستان کے نوجوانوں کا مستقبل انجینئرز ہیں، میکنیکل لوگ ہیں ان کا مستقبل وابستہ ہے۔ آپ ایک تکلیف کر لیں جو عید کے بعد ہمارے اجلاس ہو گئے۔ اگر اُس کمیٹی کی رپورٹ پیش کر دیں۔ تا کہ کم از کم ان گھر انوں میں نوجوانوں میں جو شویش پائی جاتی ہے اس کا بھی ازالہ ہو۔ اور ایک چھوٹی سی بات آپ بھی نوٹ کر لیں۔ آپ کے اگر ایڈیشنل سیکرٹری اور سیکرٹری صاحب مجھے پہنچیں۔ روں تو یہی ہوتا ہے کہ وہ آتے ہیں منسٹر صاحب سارے نوٹس نہیں لے سکتا۔ جو note taking process وہ سیکرٹریز اور ایڈیشنل سیکرٹریز یا concren section officer کو بھیجتے ہیں۔ ایک بات ہم نے اور بھی کی تھی یہاں پر جو ہمارے بلوچستان کے جتنے انجینئرز ہیں۔ یہاں پر میں نے ایک calling attention notice دہنے والے اعلیٰ صاحب نے مجھے respond بھی کیا۔ وہ یہ تھا کہ بلوچستان میں سروں اسٹرکچر انجینئرز کا نہیں ہے۔ اور بلوچستان کے انجینئرز نے بلوچستان کی تغیری اور ترقی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن سروں اسٹرکچر نہ ہونے کے باعث وہ بھی گریڈ 19 اور 20 کے بعد سیکرٹریٹ میں گھنٹم گھنٹا جو ہوتا ہے بیور و کریکی میں اپنی۔ اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر وہ رپورٹ بھی جو وزیر اعلیٰ صاحب یقین دہانی کروائی تھی۔ کہ ہم انجینئرز کے سروں اسٹرکچر سے متعلق اگر وہ بھی رپورٹ اگر یہاں پیش کر دیں۔ تو you would be grateful, thank you اجناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: شکریہ جی

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! BDA کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ اچھا ٹھیک ہے۔
وزیر پنجاب مواصلات و تعمیرات: پہلے چیئرمین مواصلات کیونکہ طارق مگسی صاحب تھے وہ چیئرمین میں تھے کمیٹی کے۔ اب چونکہ وزیر میں ہواں کا شائد چیئرمین میں ہی ہو گا۔ تو اس کی انشاء اللہ پہلے جو بھی کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس کا ممبر تھا پہلے final کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ ابھی اس کی جلد ہی انشاء اللہ تم کمیٹی کا اجلاس بلا کے اس کے بارے میں جو بھی فیصلہ ہوا، آپ کو بتا دیا جائے گا۔ اور دوسرا جو آپ بتا رہے ہیں انجینئرز کے آپ کیا بتا رہے تھے sorry سارے انجینئرز کے یا کمپنیلشن والے۔ اچھا اس کا اگر اسمبلی کے through ہمیں آجائے۔ تو اس کا انشاء اللہ گورنمنٹ کی طرف سے آگیا ہے ہمیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب اپسیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف کو صرف تھوڑی سی اس کی یقین دہانی کروادوں۔ یہ میرا خیال میں کوئی دو تین مہینے قبل یہاں ایک توجہ دلا و نوٹس لایا گیا تھا۔

وزیر اعلیٰ صاحب اُس وقت موجود تھے۔ انجینئرز کے سینٹر جو لوگ تھے ابھی بھی میرے خیال موجود ہو گئے۔ وہ یہاں بیٹھے ہوئے تھے تو اس وقت یہ بات ہوئی تھی کہ ہمارے یہاں بلوجستان میں سب سے بڑے challenges ہیں پولیس کا سروس اسٹرکچر نہیں ہے بلوجستان کی جو پولیس ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناء بلوج صاحب میرے خیال سے ان سے C&W کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب شناء اللہ بلوج: نہیں سروس انجینئرز کا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بلوجستان میں یہ بہت بڑا challenges ہیں سروس اسٹرکچر کے حوالے سے تو اُس میں ایک انجینئرز کے سروس اسٹرکچر کا تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یقین دہانی کروائی۔ میں میرے خیال میں اگر سیکرٹری صاحب ریکارڈ چیک کر لیں۔ میری توجہ دلاؤ نوٹس ہے انجینئرز کے سروس اسٹرکچر سے متعلق۔ وہ اگر ہم موصوف دوست بھائی جو نئے وزیر ہیں مواصلات کے وہ بھجوادیں۔

محترمہ بشری رند: جناب اسپیکر! انجینئرز کو time دیا ہے تو ان کے جو بھی مسائل ہیں وہ جام صاحب personlly ملیں گے اور سنیں گے انشاء اللہ۔

جناب شناء اللہ بلوج: جی شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو تھوڑا ایک دوسرا کو نمبر دیا کریں۔ تو پھر ماحول خراب نہیں ہو گا اسمبلی کا۔ جی۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! جام صاحب نے کہا تھا کہ یہی پر اسمبلی میں اُن کی چیزیں ملاقات ہو گی انجینئرز کے تمام عہد دارن بھی یہاں پر موجود ہیں۔ last request ہمارا اجلاس گزر رہے اُس میں ہم نے کی تھی۔ آج دن اُن کے لیے fix ہے۔ میرے خیال سے مجھے پتہ نہیں کہ جام صاحب آئیں گے کہ نہیں آئیں گے۔ اُن کا میڈم یا وزیر صاحب بتا سکیں گے۔ ویسے انجینئرز کا ملاقات fix تھا اُن سے۔

وزیر موصلات و تعمیرات: اگر ملاقات آپ لوگوں کی fix ہے ابھی جام صاحب تھوڑی دیر میں آرہے ہیں انشاء اللہ ضرور ملاقات ہو گی انجینئرز صاحبان آگئے ہیں۔ تو ملاقات کروائیں گے انشاء اللہ آج ہی اُن کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جناب شناء بلوج صاحب آپ اپنا سوال نمبر 73 دریافت فرمائیں؟

جناب شناء اللہ بلوج: شکر یہ جناب اسپیکر! سوال نمبر 73۔

میر نصیب اللہ خان مری (وزیر صحت): جواب پڑھا ہوا التصور کیا جائے۔

☆73 جناب شناء اللہ بلوج، رکن اسمبلی: 21 دسمبر 2018 کو موثر شدہ

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبہ کے کون کو نئے اضلاع یرقان / پپاٹیس اے بی اور سی کے مرض میں سرفہرست ہیں اور کن کن اضلاع میں یرقان کی تشخیص کیلئے لیبارٹریز کا قیام عمل میں لا یا گیا ہے اور انہیں کون کو نئی ادویات فراہم کی جا رہی ہیں تفصیل دی جائے نیز بلوجستان اور دیگر صوبوں کے مابین پپاٹیس کی شرح کے تقابی جائزہ کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحبت:

صوبائی حکومت کی منظوری سے وزیر اعلیٰ پپاٹیس 2018 میں پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جو کہ اب تک 643356 لوگوں فری آف کاست بغیر کسی قیمت کے ادویات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ پروگرام بلوجستان کے تقریباً 32 اضلاع میں جاری ہے۔ فیر اس میں تقریباً 555508 بچوں کو اس کی پیدائش سے لیکر یہ کان (B) کی ویکسین گئی گئی ہے اور گورنمنٹ آف بلوجستان تقریباً صوبے کے تمام ضلعوں میں ABCD مفت علاج مہیا کر رہی ہے صوبہ اور مندرجہ ذیل اضلاع زیادہ متاثر ہیں 1 نصیر آباد 2 جعفر آباد 3 جمل مگسی 4 لسبیلہ 5 موئی خیل 6 سبی۔ پپاٹیس کی تمام دوائیاں سرخ، کٹس، پپاٹیس کے WHO سے چھان بین کے بعد سو شل مو بلائز رفتہ کے ساتھ تمام ضلعوں ویکسین کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ تفصیل ختم ہے الہا اسمبلی لاہور بری ی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب شناع اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! میرا سوال تھا کہ بلوجستان جو ہے کون کون سے اضلاع یرقان یعنی ABC hepatities کے مرض میں سرفہرست ہیں۔ اور کن اضلاع میں یرقان تشکیل سے اقائم ہیں۔ اور بلوجستان اور دیگر صوبوں کے مابین laboratories hepatities کی شرع کی تقابی جائزہ کی تفصیل بھی دی جائے؟

تو یہاں انہوں نے مجھے کچھ تفصیلات فراہم کی ہے۔ یہ ہم سب کے لیے باعث تشویش ہے جناب اسپیکر صاحب! اگر یہ سوالات کے جوابات آپ کے سامنے ہیں۔ آپ کا ضلع بھی ABC hepatities یعنی یرقان district کے حوالے سے وہ سرفہرست اضلاع میں آتا ہے۔ وزیر اعلیٰ بلوجستان محترم جام کمال صاحب کا جس میں ساڑھے تین سو چار سو کار کانے ہیں۔ شپ برینگ کی industry ہے بلوجستان کا coast ہے۔ وہ بھی ABC hepatities میں جو ہے بالکل top نمبرز میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ سبی، نصیر آباد، جعفر آباد، جمل مگسی جو ہمارے سر بزر علاقے ہیں۔ جہاں سے پاکستان کو بہت بڑی روپیوں حاصل ہوتی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جناب والا! بلوجستان میں ABC hepatities کی prevalence پورے پاکستان میں یعنی اس کی موجودگی پورے پاکستان میں سب سے زیادہ ہے۔ خاران کا علاقہ راسکو recently

میں گیا ہم نے medical camp لگایا۔ شکریہ نصیب اللہ مری صاحب آپ کا health department کے سارے helping hands officials والوں کا بالخصوص ارباب کامران صاحب تھے اور دوسرے اُن کے جو شیر زمان صاحب وہاں کوئی تقریباً 25 سے 30 ہزار تک تین دن میں خود موجود رہا screeners ہوئی۔ تو بلوچستان میں ہمارے علاقے بالخصوص راسکو خاران کا علاقہ ہے جہاں پر ایسی دھماکہ بھی ہوا تھا اُس کے ارد گرد کے علاقے۔ بلوچستان بہت تکلیف دہ عمل سے گزر رہا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے بلوچستان کے کسی بھی ضلعے میں proper laboratories نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ادویات بہت expensive ہیں۔ اُس کی ادویات جو ہیں وہ وہاں زلزلہ میں فراہم نہیں کی جاتی ہیں۔ جو ایک initial vaccine ہوتا ہے لیکن جو proper cure علاج کے لیے وہ دو یکسین بہت مہنگی ہے۔ تو میں اپنے دوست بھائی نصیب اللہ مری صاحب سے یہ سوال کروں گا۔ کہ کیا آنے والی PSDP میں کیونکہ میں ہمیشہ کہتا تھا Why we have to discuss in the detail in House because Balochistan is facing many challenges particular in health education infrastructure unemployment PSDP جو جوں میں آئے گی انشاء اللہ عید کے بعد رمضان کے باہر کت مہینے کے بعد۔ آپ نے ہمیاتھ کے حوالے سے بلوچستان کے ہر ضلع میں ABC hepatitis کے cure کے vaccines کے لیے laboratory اور ہمیاتھ کے لیے کوئی جامع منصوبہ بنایا ہے۔ تاکہ بلوچستان ایک بیمار صوبے سے سخت منداور تو ان انصوبے کی شکل اختیار کر سکے۔ شکریہ جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مسٹر صاحب!

وزیر صحت: شکریہ اسپیکر! جیسے شاء صاحب نے کہا ہے کہ یہ بلوچستان میں واقعی اسی طرح ہے، سب سے زیادہ میراپناٹ سٹرکٹ ہے جو انہوں نے سروے کیا ہے کہ hepatities زیادہ ہے، پھر تمام بلوچستان کے اکثر ضلعوں میں ہے۔ تو اس کے لئے ہم نے already ابھی سامان ہمارے پاس کچھ دوایاں وغیرہ پہنچ گئی ہیں کچھ لیبارٹری کا سامان بھی آگیا ہے۔ next PSDP میں ہم اس کو شامل کر رہے ہیں۔ اور اس کو پورے بلوچستان کے جتنے بھی اضلاع ہیں اُسی پر ہم تمام ہمپتا لوں میں اسی کا ٹیکسٹ وغیرہ اور دوایاں چونکہ مہنگی ہیں غریب لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کی دوایاں بھی ہمارے پاس پہنچ رہی ہیں اور کچھ نئی پی المیں ڈی پی میں ہم شامل کر رہے ہیں انشاء اللہ next year میں اس کا کام شروع ہو جائیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جناب شناہ بلوج صاحب آپ اپنا سوال نمبر 102 دریافت فرمائیں۔

جناب شناہ اللہ بلوج: سوال نمبر 102

وزیر صحت: جواب پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

☆ 102 جناب شناہ اللہ بلوج، رکن اسمبلی:

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطاع فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ صحت میں تعینات فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر زکی کل تعداد کتنی ہے تفصیل دی جائے اور کیا یہ درست ہے کہ پارلیمانی کمیٹی کے تباویز اور عدالت عالیہ بلوجستان کے حکم کے باوجود ان فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر زکی لئے تاحال کوئی سروں اسٹرکچر مرتب وضع نہیں کیا گیا ہے اور ان کے ہیئتھ پروفیشنل الاؤننس میں اضافہ بھی نہیں کیا گیا ہے نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں تعینات ڈرگ انسپکٹر ز اور فارماسٹس صحت سے متعلق معاملات / مسائل حل کرنے کیلئے ناقابلی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پارلیمانی کمیٹی کے تباویز اور عدالت عالیہ کے حکم کی روشنی میں ان فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر ز کل لئے سروں اسٹرکچر مرتب وضع کرنے اور ان کے ہیئتھ پروفیشنل الاؤننس میں اضافہ کرنے نیز فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر ز کی کے پیش نظر مزید تعیناتیاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت:

(الف) (i) فارماسٹ (B-17) کی تعداد - 414۔

(ii) سینئر فارماسٹس (B-18) کی تعداد - 08۔

(iii) چیف فارماسٹس (B-19) کی تعداد - 02۔

(ب) فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر کے سروں اسٹرکچر اور ہیئتھ پروفیشنل الاؤننس کی فائل محکمہ صحت نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے مطابق فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر کا سروں اسٹرکچر اور ہیئتھ پروفیشنل الاؤننس کی فائل مزید کارروائی کے لئے مجاز حکام کو تجویز دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شناہ صاحب۔

جناب شناہ اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! وزیر موصوف صاحب نے ان کے وزارت نے جو جواب دیا ہے۔ ایک چیز دیکھیں، ابھی تھوڑی دیر پہلے میں سروں اسٹرکچر کی بات کر رہا تھا۔ یہ پھر آ جاتا ہے، بلوجستان میں

فارماسٹس اور ڈرگ اپسیکٹرز کی تاحال کوئی سروں اسٹرکچر مرتب یا وضع نہیں کیا گیا۔ یہ ان کا جواب ہے۔ اور ان کے health professional allowance میں بھی اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ دیکھیں میں نے ابھی یہی بات کی کہ ایک صوبہ بیماریوں ہوتا ہے۔ ایک صوبہ جو ہے غیر توانا اور غیر تندرست کیوں ہوتا ہے۔ اور ایک بیمار صوبہ جو ہے۔ وہ معاشرتی طور، سیاسی اور انتظامی طور پر جو ہے باقی تندرست صوبوں کا مقابلہ کرہی نہیں سکتا۔ ہماری جب آبادی ہی ریقان کا شکار ہے، بیماریوں کا شکار ہے اور بالخصوص یہ جو لوگ ہوتے ہیں آپ کے professionals ہیں، فارماسٹس ہیں، ڈرگ اپسیکٹرز ہیں، ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر پیروزگار بیٹھے ہیں، ان کا کوئی سروں اسٹرکچر نہیں ہیں۔ کیا میں دوبارہ آپ سے پوچھوں گا، اور جو آپ جواب دے رہے ہیں وہ بھی زرہ نوٹ کیجئے گا کہ یہ goverment assurance میں آتا ہے، آپ نے پہلے جواب دیا ہے کہ ہم A کی لیبارٹری بنا رے ہیں hepatitis B,C you have to make sure کہ آپ آنے والی PSDP میں اسکو کریں گے۔ کیا آپ آنے والے پی ایس ڈی پی میں بلوچستان کے تمام ڈرگ اپسیکٹرز، فارماسٹس اور بلوچستان کے جتنے بھی ڈاکٹر ہیں بے روزگار ہیں ان کی ملازمتوں کیلئے آنے والی PSDP میں ہیئتکے شعبے میں کوئی بہت بڑا plan جامع منصوبہ آپ کے ذہین میں ہے کیا وہ reflect ہو گا آنے والے میں تاکہ ان کا سروں اسٹرکچر اور unemployment کا ایشوز resolve ہو، تاکہ ہیئتکی صورت حال بہتر ہو سکے۔ شکریہ۔

وزیر صحت: جناب اپسیکر! جیسے شاء صاحب نے کہا ہے کہ ہمارے بلوچستان میں ڈاکٹر زکنٹریکٹ پر تو ہم نے لئے ہیں تقریباً تمام بلوچستان میں، رہتا ہے فارماسٹس۔ اس کے لئے یہ میرے پاس آئے تھے۔ میرا ان سے یہ گیٹ پر بھی مذاکرات ہوا تھا۔ اُس میں یہ تھا کہ ہمارے پاس اس تائم پوٹیں صرف 155 ہیں یا 154۔ یہ ہی تقریباً 1200 میں نے ابھی ان سے میری بات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پوٹیں آپ پیلک سروں کمیشن کو وہ پوٹیں ہم نے دیئے ہیں ابھی ایک دو دن میں جائیں گے۔ پیلک سروں کمیشن next year میں میں نے کہا ہم تمام ہسپتاوں سے لیکے ایک ایک فارماسٹس ہے یا ڈاکٹر ہیں کتنے پوٹیں چاہیے۔ وہ ہم انشاء اللہ year next میں رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! یہاں بات ایک طرف سے ہو رہی ہے کہ آنے والے پی ایس ڈی پی میں SNE میں کتنی پوٹیں ڈرگ اپسیکٹر یا فارماسٹس کی وہ ڈالیں گے۔ دوسری بات یہ ہے جناب منظر

صاحب! کہ پچھلی اسمبلی میں بھی اور اب بھی پارلیمانی کمیٹی بنائی گئی انکے سروں اسٹرکچر کے حوالے سے فارماسٹس کے بالغینوں، اور پارلیمانی کمیٹی نے اپنے سفارشات بھی مرتب کی۔ کہ انکا فارماسٹس کا سروں اسٹرکچر اس طرح ہونا چاہیے۔ لیکن بدقتی سے چونکہ اُس وقت بھی ایک ایڈیشنل سیکرٹری صاحب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں تھے، بعد میں بھی تو یہ جو ڈیپارٹمنٹ ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ان کے سیکرٹری یا ان کے ایڈیشنل سیکرٹری پہلے بھی اب بھی وہ نہیں چاہ رہا ہے کہ ان لوگوں کا فارماسٹس کا کوئی سروں اسٹرکچر بننے، تو میری humble request ہو گی جناب منستر صاحب سے کہ آپ اس پر خصوصی توجہ کریں۔ ان کا پورا ایک کھیپ ہے۔ اچھا! ایک بندہ 17 میں بھرتی ہوتا ہے پھر جا کر کے پھر وہی 17 تیس سال بعد اُسی گریڈ میں وہ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں۔ ان کا کوئی اسٹرکچر نہیں ہے۔ جس طرح انجینئرنگ کا نہیں ہے، انجینئرنگ بھی در در کے ٹوکرے کھار ہے ہیں اسی طرح فارماسٹس اور ڈرگ اسپکٹر کی۔ تو ایک جانب آنے والے پی ایس ڈی پی میں کتنی پوچشیں ان کی ہوں گی اور یہ جو پوچشیں آپ نے وعدہ کیا، کب پہلے سروں کمیشن کو دی جائیگی۔ تیسری جو بات ہے جو اہم بات ہے فارماسٹس چار ہے ہیں ان کا سروں اسٹرکچر کا کیا ہوگا؟

وزیر صحت: جناب اسپکٹر! جیسے زیرے صاحب نے کہا ہے کہ ان کا سروں اسٹرکچر کا یہ ہے کہ ہم اُس کو بنارہے ہیں اور ان کی جوابی پوچشیں میرے پاس ہیں وہ میں نے کہا ہے کہ ایک دو دن میں جائینگے پہلے سروں کمیشن۔ اور ان کا سروں اسٹرکچر بھی، ہم بنارہے ہیں اور پہلے نہیں ہوا ہے، سارے میرے علم میں نہیں ہیں۔ ابھی ہم انشاء اللہ اس کو بنائیں گے اور صحیح طریقے سے اس کو کریں گے۔ جب ان کی ضرورت ہیں جہاں پر ہسپتاں والوں میں ڈرگ اسپکٹر کی یا فارماسٹس کا۔ انشاء اللہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں، انشاء اللہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپکٹر! ہمارے پرائیویٹ جو hospitals ہیں وہ ایک قانون کے تحت حکومت کے under آتے ہیں۔ کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں کوئی فارماسٹس نہیں ہے۔ آپ ان کو پابند کر دیں کہ وہ بھی ان فارماسٹس کا وہاں ان سے کام لے لیں۔ پرائیویٹ ہسپتال کی میں بات کر رہا ہوں۔

وزیر صحت: بالکل سرا! ہمیں ابھی جو فارماسٹس ملے ہیں، پہلے میرے علم میں یہ بات نہیں تھی، کیونکہ میں ڈاکٹر نہیں ہوں انہوں نے مجھے کہا ہے اور میں نے یہ لکھا ہے کہ تمام ہسپتال جو ہمارے پرائیویٹ ہسپتال ہیں جہاں پر فارماسٹس کی ضرورت ہے وہاں پر جب فارماسٹس نہیں ہو گا تو اُس ہسپتال کو بند کر دیں اُس کے لئے میں نے لکھا ہے سر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 99 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Question no 99

وزیر صحت: جواب پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

99☆ جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

کیا یہ درست ہے کہ صوبائی سنڈیکن ہسپتال کے ٹراماسنٹر میں قائم کردہ لفت کافی عرصہ سے خراب ہے جو تاحال درست نہیں کیا گیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اسے کب تک درست کیا جائیگا نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹراماسنٹر کے ملازمین کو سال میں ایک اضافی بنیادی تنخواہ بھی دی جاتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سنٹر کے قیام سے لیکر اب تک کتنی مرتبہ ان ملازمین کو اضافی بنیادی تنخواہ فراہم کی جا چکی ہے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر صحت:

ٹراماسنٹر کا واحد لفت فعال اور درست حالت میں ہے۔ جبکہ لفت آپریٹر کی اسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے عرصہ دراز سے لفت غیرفعال ہے لفت اپریٹر کو عارضی بندیاں پر ٹراماسنٹر میں تعیاتی کے لئے حکام بالا کو مراسلہ اور رسال کیا ہے اور کسی بھی ایک جنسی کی صورت میں دوسرے عملہ سے لفت چلا یا جاتا ہے انتظامیہ کو پہلے ہی سے کلاس چہارم کی سخت کی کامسا منا ہے۔ ملکہ صحت نے سپریم کورٹ کی جانب سے سانحہ 08 اگست 2016 کی روشنی میں بلوچستان میں پہلی مرتبہ 02 اکتوبر 2016 کو ہنگامی بندیاں پر ٹراماسنٹر کا افتتاح کیا گیا مورخہ 22 جولائی 2017 ٹراماسنٹر کو سنڈیکن صوبائی ہسپتال سے الک کر کے میجنگ ڈائریکٹر کے تحت علیحدہ پوسٹ قرار دیا گیا ٹراماسنٹر میں 24 گھنٹے سخت ترین ایک جنسی سروہنی کی وجہ سے کوئی بھی ڈائریکٹر پر میدی یکل اسٹاف، اسٹاف نرسری، تعیناتی کے لئے تیار نہیں۔ ٹراماسنٹر کے ملازمین کے لئے تجویز ملکہ، صحت کے ذریعہ حکام بالا تک ارسال کیا حکام بالا کی طرف سے سالانہ دو بنیادی تنخواہ منظور ہوتی ہیں مالی بحران کی وجہ سے ایک مکمل تنخواہ بطور انعام بونس مئی 2018 میں منظور ہوئی جو سب کو ادا کی گئی۔ بلوچستان بھر میں جتنے بھی چھوٹے بڑے حادثات رونما ہوئے جیسے بم دھماکے ٹارکٹ ٹلنگ، روڈ ایکسڈنٹ، کے شدید زخمیوں کو ٹراماسنٹر لائے جاتے ہیں ٹراماسنٹر میں ایک چھتری تلے تمام شعبوں کے ڈائریکٹر کنسٹلیٹنٹ موجود ہوتے ہیں جہاں تمام سہولیات بغیر کسی معاوضہ کے بلوچستان کے غریب عوام کو مہیا کیا جاتا ہے جس میں ادویات، ایکسپرے، سی ٹی اسکین، خون تشخیص و فراہمی شامل ہے۔ 2017 کے چند بڑے اہم واقعات و حادثات جیسے پولیس ٹریننگ سینٹر حملہ مستوگ بم دھماکہ پشین اسٹاف

بم دھاکہ، چرچ کو خودکش دھماکہ، سریاب روڈ پر پل کے قریب بم دھماکہ، ائیرپورٹ روڈ پر پولیس وین پر حملہ اور بلوچستان کے مختلف روڈا یکسٹنٹ میں تقریباً 300 سے زائد شدید مریضوں کو ٹریما سینٹر میں بہترین علاج کرایا گیا اس سے پہلے ان مریضوں کوی ایم ایچ پرائیویٹ ہسپتالوں میں ریفر کیا جاتا تھا۔ جس پر حکومت بلوچستان پر کروڑوں روپوں کی لاکت آتی تھی۔ ٹرامسینٹ 2017 کی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مکمل تنخواہ بطور انعام (کیش ایوارڈ) کی تجویز مکمل سخت کے ذریعہ حکام بالاتک ارسال کیا گیا جس کو حکام بالانے تمام ٹرامسینٹ اسٹاف اور رسول ہسپتال کے آن کاں سرجن کنسٹیٹیوٹ اور پی جیز کی است ارسال کی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔ یہ بڑا اہم issue ہے ہمارا رسول ہسپتال کا even آپ تمام صوبے کو لے لیں ہمارا ایک ہی ٹرامسینٹ ہے۔ اور میں نے اصل میں پہلے پوچھا تھا کہ ٹرامسینٹ کا لفٹ کیا وہ active ہے، جواب دیا گیا ہے ہاں active تو ہے لیکن اس کا کوئی permanent ملازم نہیں ہے، اسلئے وہ غیر active ہے۔ تو جواب بڑا diplomatic دیا گیا ہے ڈیپارٹمنٹ نے، دوسری بات یہ ہے کہ ٹرامسینٹ ہے، بہت بڑے حاثات ہوتے ہیں، روڈ زا یکسٹنٹ ہوتے ہیں اور بڑے بڑے خودکش حملے، بم دھماکے ہوتے ہیں۔ وہاں پر یقیناً پچھلے دور میں اسکا افتتاح ہوا تھا، اب بھی وہاں صرف شاید ایک آپریشن تھیٹر کا مرکز کر رہا ہے، permanent وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے، on call ڈاکٹر ہوتا ہے اور وہاں permanent CT scan technician کا جو ہوتا ہے وہ بچارہ پتہ نہیں 15000 روپے دو بندے انہوں نے رکھے ہیں حالانکہ وہ technician ہیں اُن کو آپ لے لیں پہلے بھی میں نے کہا تھا آپ سے لیکن وہ بچارے 15 ہزار روپے پر ایک بندہ پورے 12 گھنٹے وہاں ڈیوٹی دے رہا ہے، تو میری humble request ہو گی۔ جناب وزیر سخت صاحب سے کہ اس ٹرامسینٹ کو آپ revisit کر دیں۔ میں کل بھی گیا تھا ایک مریض سے پوچھنے کیلئے وہاں جو ڈاکٹر ہیں وہ تو کام کر رہے ہیں۔ لیکن on call patient ہوتا ہے، کوئی ضروری ہوتا ہے، کوئی نیروں سرجری کا ہوتا ہے کسی اور چیز کا ہوتا ہے تو اس کو آپ مزید active بنادیں اور حکومت کیا کام کرنا چاہی ہیں اس بارے میں اگر منسٹر صاحب بتا دیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

حاجی احمد نواز: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

حاجی احمد نواز: جناب اسپیکر! بالکل نصراللہ زیرے کی بات کی مئیں تائید کرتا ہوں، ٹراما سینٹر ہمارا ایسا ہے جیسے سلاٹر خانہ ہے۔ اُس میں جب بھی آپ مریض لے جاؤ ایک یادو یا تین چار گھنٹے میں آپ وہاں ڈاکٹرنیں ملے گا۔ ایک تو اگر ڈاکٹر ملے پھر اُس کی TO ملی، پھر وہ سر جن کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو کہنے کا مقصد ہے ہمارا ایک ہی ٹراما سینٹر پورے صوبے میں۔ وہ بھی وہاں ایسے ایسے آپ کو ڈاکٹر ملیں گے وہ inactive ہونگے۔ اگر اُس میں پروفیشنل ڈاکٹرز کو تعینات کئے اور اُس کو وسیع کیا جائے، تین دن کے بعد اُس مریض کا چھٹیر پھاڑ ہے اُس کو واپس وارڈ میں دیکھا دیا جاتا ہے تو اُس پر بھی نوٹس لیا جائے اور اُس پر اپنا check and balance رکھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے انتہائی احساس سینٹر ہوتا ہے۔ اور اُس میں جیسے نصراللہ خان نے کہا کہ لفٹ بھی خراب ہے۔ مریض وہ ایک تو یا ایکسیڈنٹ والے آتے ہیں یا بم دھا کے والے آتے ہیں۔ تو وہ اتنے احساس ہوتے ہیں تو ان first-aid بھی ایسا صحیح طریقے سے نہیں کیا جاتا ہے تو اس کا بھی خداراء اگر آپ نوٹس لے لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منشڑ صاحب۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! جیسے نصراللہ خان زیرے صاحب اور احمد نواز صاحب نے کہا ہے تو ہمارا ٹراما سینٹر چل رہا ہے، اس میں ڈاکٹروں کی کمی ہے لیکن میری ان دونوں سے گزارش ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ آئیں، چلتے ہیں، اُدھر بیٹھتے ہیں جو حامیاں ہیں میں انشاء اللہ دور کرنے کیلئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں کمی کی ضرورت نہیں ہوگی اس پر۔ منشڑ صاحب نے یقین دہانی کر دادی ہے کہ آپ لوگ آجائیں جو بھی ہوگا۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوج: point of order جناب اسپیکر! اس کی ایک وجہ ہے۔ میں دیسے اس اسمبلی برنس کے درمیان میں آپ کو خل نہیں کرتا۔ آپ کے اور ہمارے دروازے پر جو لوگ آتے ہیں وہ ہمارے مہمان ہیں۔ یہ آج پیروزگار ایسوی ایشن کے کچھ 100 یا 200 نوجوان آئے تھے۔ کہ آج یہ وزگاری کی حوالے سے ایک قرارداد ہے اس پر بحث ہو رہی ہے۔ یہ آئین کا آرٹیکل ہے 16، اجتماع کی آزادی۔ امن و امان کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہر شہری کو پر امن طور پر اسلحہ کے بغیر جمع ہونے کا حق حاصل ہے۔ جناب والا! ہم ایک جمہوری ملک میں رہتے ہیں۔ یہ بلوجستان کا سب سے قبل اعتماد ادارہ ہے۔ بلوجستان میں اور کوئی ادارہ نہیں رہ گیا ہے اور ایک بلوجستان صوبائی اسمبلی ہے۔ لوگ اپنے

تکلیف اور اپنی مشکلات لے کر ہمارے دروازے پر آتے ہیں۔ یہ آپ کے مہمان ہیں یہ ہمارے مہمان ہیں۔ کسی پولیس کو کسی لیویز والے کو، کسی وزیر کو، کسی وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہیے کہ جو اس دروازے پر آئے عدل و انصاف مانگے اور اپنے بیروزگاری کے خاتمے کیلئے احتجاج کرے۔ ہمارے ضمیر کو جھنجوڑے ایسے بچوں کو گاڑیوں میں ڈالنے کی بجائے اُن کو یہاں چاہے پلاٹی جائے، شربت پلاٹی جاتا، اُن کی تسلی اور تنفسی کی جاتی۔ لیکن جناب والا! گاڑیوں میں بھر کر بیروزگاری یہ ڈنری گریج یہ ٹینک اُن بیچاروں کو ابھی تک یہاں بحث شروع ہی نہیں ہوئی۔ وہ ناخدا نخواستہ کوئی غلط کام کیا۔ آپ فوری طور پر رولنگ دے دیں جس نے بھی یہ عمل کیا ہے اُس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اور اُن بیروزگارنو جوانوں کو یہ سوال جواب کا سیش ہے ہمارا۔ اس کے ختم ہونے سے پہلے باعزت طور پر یہاں لایا جائے اگر نہیں لایا تو ہم تمام اپوزیشن کے اراکین انہی تھانوں اور جیلوں میں جا کے بیٹھیں گے۔ بلوجستان کسی کے باپ کی ملکیت نہیں۔ اس گھر کے سامنے عدل و انصاف کیلئے، بہرہ، چرواحا، اندھا، بیروزگار، بیمار، زمیندار، طالبعلم، عورتیں، بچے، بھوکے سب آسکتے ہیں۔ یہ بلوجستان کی عدل گاہ ہے، یہ بلوجستان کو انصاف فراہم کرنے والا ادارہ ہے۔ ہمارے دروازے پر اگر کوئی آیگا کسی پولیس والے کو اجازت نہیں۔ تو جناب والا! آپ پر فوری طور پر رولنگ دے دیں کہ اُن کی رہائی کا حکم جاری کریں۔ شکریہ۔

وزیر صحت: شنا صاحب یہ ہمارے علم میں نہیں ہے اگر اس طرح کا ہے تو آپ بتائیں، کونسا بیروزگار ہیں۔ ڈاکٹرز ہیں کون ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں، میں سیکریٹریٹ سے پتہ کرواتا ہوں اس معاملے کا کیا ہے۔ کس سلسلے میں اور کس نے اٹھایا ہے اُن کو۔ اس کے بارے میں سیکریٹریٹ صاحب۔ چار یا پانچ منٹ تک صرف ہمیں وقت دے دیں۔ جی نصراللہ خان زیرے صاحب! سوال نمبر 140 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 140۔

وزیر صحت: اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا ہے۔ اگلے اس میں دیگر۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ بڑا ہم سوال میں نے کیا تھا، کینسر ہسپتال کا، صوبے سے قیام سے متعلق، ابھی کب یا آ جائیگا؟

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: جیسے انہوں نے ہمیں جواب نہیں دیا۔ after 18th amendment جتنے بھی آپ کے ہسپتال ہیں، چلڈرن ہسپتال، سینار ہسپتال یہ صوبے کے under آتے ہیں۔ آپ کے پاس آپ کا سینار ہسپتال موجود ہے فی الوقت ہم اگر کوئی رقم نہیں دے سکتے، اگر بلوجستان اتنا غریب ہے تو ہم اتنے

مردہ ضمیر بھی نہیں ہو سکتے کہ ہم سینا رہسپتال کو ہم activate کریں، ہم کینسر کے ڈاکٹرز لے کے آئیں۔ ہمارا مرضیں یہاں مر رہا ہے، کینسر جب تک تشخیص ہوتی ہے وہ بندہ زندگی اور موت کی لڑائی لڑ رہا ہوتا ہے۔ آپ کا سینا رہسپتال ہے بچالی نہیں ہے وہ جرنیٹر پر چل رہا ہے کم از کم ان کو تو یہ ناحیہ میں یہ چیزیں ہونی چاہیے۔ یہ بیماری صرف نہیں کہ اپوزیشن والوں کی ہے یا کسی اور کوئی ہے، گورنمنٹ کے سائیڈ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرح کی چیزوں کو دیکھیں۔ آپ کے پاس سینا رہسپتال ہے، آپ کے پاس وہاں پر ڈاکٹرز ہیں آپ کینسر کے مشینری لاسکتے ہیں آپ بلڈنگ نہ بنائیں آپ مشینری لے کے آئیں آپ لوگوں کو recruit کریں۔ جب تک موت کے دہانے تک جو ہیں، تب تک ہماری بیماری کی تشخیص تو ہو سکے تو اس پر ہم وزیر صحت سے request کرتے ہیں کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد چلدرن رہسپتال اور سینا رہسپتال یا آپ کے under آتے ہیں اس کو آپ kindly والوقت activate کریں جب تک آپ بلڈنگ نہیں بناسکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا جونکہ بولان میڈیکل کالج رہسپتال میں ایک کینسر کا ایک وارڈ بھی ہے اور اس میں ڈاکٹر زاہد محمود صاحب ہیں بڑے محنتی آدمی ہیں وہ دن رات وہ وارڈ میں ہی رہتے ہیں اتنی وہ محنت کرتے ہیں۔ اگر آپ جب تک جس طرح محترمہ نے کہا یا آپ کا کینسر رہسپتال ہے یا پھر ڈاکٹر زاہد محمود صاحب وہاں ہوتے ہیں جب تک یہ پورا ہاپسٹیل جب تک سوال آئے گا اس پر کام ہو گا وہ جو ہمارا وارڈ ہے بولان میڈیکل کالج اس کو کسی طرح اور سہولیات آپ دے دیں اُنکو bed آپ دے دیں مزید ادوایات ڈاکٹر زجو بھی ہیں۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! جیسے کہ ہے زیرے صاحب نے کہا وہاں بھی ہم نے ایک وارڈ بنایا ہے جو شہداء مارواڑ کے نام سے ہے اس پر ہم نے bed بھی لگائے ہیں اور سامان بھی دے رہے ہیں وہ ایک چھوٹی سی اس کے پاس اتنی مشینری نہیں ہے زاہد صاحب بہت محنت کر رہے ہیں۔ دن رات اُسی وارڈ میں ہوتے ہیں کیوں کہ میں جب بھی جاتا ہوں وہ اُسی وارڈ میں مجھے ملتا ہے ہوں۔ باقی جو ہے دوسرے کینسر وغیرہ کا جب next session میں آپ کو جواب دیں گے اس پر کام ہو رہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ابھی اس میں C&W نے کام شروع کرنا ہے اور شروع ہو گیا ہو گیا یا ہو جائیگا۔ وارڈ کو repair and maintenance کیلئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ جی۔ محترمہ شاہینہ کا کڑا آپ اپنی سوال نمبر 113 دریافت فرمائیں۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: جی میرا question 113 ہے

وزیر صحت: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 113☆ محترمہ شاہینہ کا کڑ، رکن اسمبلی:

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں میڈیکل كالج کا قیام کب عمل میں لایا گیا تفصیل دی جائے۔

وزیر صحت:

صوبہ میں اس وقت ایک میڈیکل یونیورسٹی، اور چار میڈیکل كالج جن میں بولان میڈیکل كالج کوئٹہ کا قیام 972ء میں ہوا، اور باقی نئے میڈیکل كالج جن میں مکران میڈیکل كالج تربت جھالا و ان میڈیکل كالج خضدار اور لوار الائی میڈیکل كالج پچھلے سال سے طبعی تعلیمی شعبے کے فروغ میں مصروف عمل ہیں اور انھیں حکومت بلوچستان کی مکمل معاونت حاصل ہے اس کے علاوہ ایک اور میڈیکل كالج کوئٹہ انٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کوئٹہ کینٹ میں واقع ہے جو کہ حکومت بلوچستان و پاک فوج کے میڈیکل کورپس کے تحت خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ نئے میڈیکل كالج کے حوالے سے پیشافت / مسائل اور تجاویز حکومت بلوچستان نے سالانہ ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) برائے مالی سال 2013-14 میں تین نئے میڈیکل كالج کو شروع کرنے کے حوالے سے اقدامات کئے۔ مالی سال 2013-14 سے مکران میڈیکل كالج کی تعمیر و مرمت کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔

جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور اب تک 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور عنقریب اس نئی عمارت میں میڈیکل كالج کو شافت کر دیا جائے گا۔ مکران میڈیکل كالج تربت اس وقت گرائز مونو پولی ٹینکنیک انٹیٹیوٹ میں عارضی طور پر قائم ہے۔ جس کو عصر حاضر سے ہم آہنگ ٹیچنگ میڈیکل كالج کے عارضی بنیادوں پر پولی ٹینکنیک انٹیٹیوٹ آرس ڈی شاہراہ پر قائم کیا گیا ہے۔ 2018 سے اس میں ترقیاتی کام، مرمت اور بھائی کے لئے منظور شدہ پی سی ون کے تحت کام جاری ہے جب کہ جھالا و ان میڈیکل كالج کے اصل جگہ جو کہ حکومت بلوچستان نے 1500 ایکڑ قبے پر زمین فراہم کر دی ہے جو کہ حالیہ کھٹان نزد انجینئرنگ یونیورسٹی خضدار کے قریب واقع ہے میڈیکل كالج کی باونڈری وال 60 فیصد تیار ہو چکی ہے۔ جبکہ باقیہ ترقیاتی کام اور تعمیر کے لئے پی سی ون مالی سال 2018 میں ساڑھے پانچ ارب سے زائد کے تناظر میں فنڈ زد رکار ہیں۔ علاوہ ازیں كالج کی تعمیر کے لئے پروجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی جو کہ مکملہ منصوبہ بندی و ترقیات (P&D) نے کرنی تھی اب تک اتنا کاشکار ہے۔ اسی طرح لوار الائی میڈیکل كالج کو عارضی بنیادوں پر پولی ٹینکنیک انٹیٹیوٹ میں قائم کر دیا گیا ہے۔ جس کی بحالت

اور مرمت کا کام آخری مرحل میں ہے میڈیکل کالج کو بنیادی ضروری اشیاء فراہم کر دی گئی ہیں جہاں تعلیمی سرگرمیاں شروع ہیں، میڈیکل کالج کے لیے حکومت بلوچستان نے 150 ایکڑ میں مہیا کر دی ہے۔ جبکہ بقیہ 150 ایکڑ میں کے حصول کے لئے اقدامات کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ لورالائی میڈیکل کالج کی پیسی ون گز شستہ سال مارچ میں ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات میں جمع کر دی گئی ہے۔ لیکن اب تک منظور نہیں ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں پروجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی جو کہ ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات P&D نے کرنی تھی اب تک التوا کا شکار ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تربت، خضدار اور لورالائی کو ٹیچنگ ہسپتال ڈکیسر کر دیا گیا ہے۔ مکران میڈیکل کالج کو ٹیچنگ ہسپتال تربت، جھالا و ان میڈیکل کالج کو ٹیچنگ ہسپتال کیستھ فسلک کر دیا گیا بلوچستان میں نئے میڈیکل کالج کو مکمل فعل بنا نے کے لئے اور بیسک سائنسز کی بقیہ فیکٹری کو پر کرنے کے لئے بارہ ملکی سطح پر اشتہارات کی تشویہ کی گئی ہے۔ تاکہ صوبائی اور ملکی سطح کے پیشکش اور طبی ماہرین راسانہ صوبے میں آئیں اور اس حوالے سے انہیں پرکشش مراعات کی پیشکش بھی کی گئی ہیں، اسی توسط سے یہ تجویز دی جاتی ہے کہ پی ایم ڈی سی صوبہ بلوچستان کے لئے بیسک فیکٹری کے لئے شرائط میں نرمی لاتے ہوئے کنسلنٹن کو ٹیچنگ فیکٹری کے شرائط کے لئے ملاحظہ خاطر میں لائے جبکہ کنٹرکٹ کی بنیاد تین سے پانچ سال پر محیط ہو کہ ایک سال تک نہ ہو۔

محترمہ شاہینہ کاڑ: جناب اسپیکر صاحب! میں وزیر صحت کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلو شکر ہے آپ مطمئن ہیں۔ جی جی کر لیں اگر سپلائمنٹری آپکا کوئی ہے۔

میریونس عزیز زہری: میں گزارش کروں گا کہ دو تین سیشن پہلے بھی انہوں نے مجھے کہا تھا کہ آپ لوگ کی تین ایک بولینس، ہم نے بنانے کیلئے دیئے ہیں وہ تیار ہیں ہم خضدار روانہ کرنے کیلئے لیکن آج تک وہ ایک بولینس، ہمیں نہیں پہنچیں۔ اور ایک خوشخبری کی بات انکو آج میں یہ کہوں کہ آج میں خضدار سے آیا تو وہاں OT ہم لوگوں کا بھی بند ہو گیا۔ جو جہاں گیا رہ، بارہ daily operations جو سر جن نے مجھے دے دیا کہ آج وجہات یہ ہے کہ وہاں accessories نہیں ہے اور دوائیوں کی کمی ہے۔ اور سر جن نے مجھے in-written لکھ کے دے دیا وہاں کے ہمارے جو سر جن ہیں انہوں نے written لکھ کے دے دیا کہ آج سے OT ہم نے بند کی ہے آپ اپنی OT کا انتظام کر لیں کیونکہ ہمارے پاس accessories نہیں ہے دوائیاں نہیں ہیں۔ تو میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ایسے چیزوں پر توجہ دینی چاہیے ایسے چیزوں کو فوری طور پر میرے وہاں پہنچنے سے پہلے میرا گاؤں والے accessories اور OT کو ہمارے چلاں۔ بھلے ہم پر اگر ہمارے میر پیشوں کو لیجاں گیں یا ہم اپنے لاش رکشوں میں لیجاں گیں وہ ہم گزار کر لیں گے لیکن ching-chi

حداراً OT کو چلانے کیلئے۔ میرے کل تک وہاں پہنچنے سے پہلے گزارش اُن سے یہ ہے کہ OT کو چلانے کیلئے وہ اقدامات کریں۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! جیسے موصوف رکن نے کہا ہے تو میرے علم میں نہیں ہے کہ دوایاں نہیں ہے لیکن آج ہی میں ابھی اُس کا کر دیتا ہوں دوایاں وغیرہ انشاء اللہ آپ کے OT کے تمام پتچ جائیں گے اور ایک بولینسز کی بات ہے وہ بھی ہم آپ کو انشاء اللہ جلد ہی دے دیں گے وہ repair ہو کے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب نصراللہ خان زیری: اُسکا انہوں نے جواب بھی دیا ہے کہ لورالائی میڈیکل کالج 1-PC گز شنس سال مارچ میں ملکہ پی اینڈ ڈی جمع کرائی گئی لیکن اب تک منظور نہیں ہوئی علاوہ ازیں پروجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی جو کہ ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات نے کرنی تھی اب تک التوا کا شکار ہے یہ کیا مسئلہ ہے پروجیکٹ ڈائریکٹر کا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب وہ میڈم مطمئن ہیں اس جواب سے آپ پھر نیساوال لائیں۔

وزیر صحت: نہیں سر! اس میں یہ ہے کہ پی اینڈ ڈی نے کرنا ہے پروجیکٹ ڈائریکٹر اُس کو ہم نے دو تین دفعہ بھیجا ہے انہوں نے نہیں کیا لیکن ابھی پھر یہ question آیا ہے میں پھر پی اینڈ ڈی کو بھجوں گا میں نے CM صاحب کے نوٹس میں بھی لایا ہے کیونکہ پروجیکٹ ڈائریکٹر اس تمام کالجوں کے نہیں ہے۔ واقعی یہ صحیح بات ہے کیونکہ ہم نے پی اینڈ ڈی کو بھیجا بھی ہے اور ابھی تک ہو انہیں ہے دوبارہ ہم اس پر کر لیتے ہیں انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شناخت صاحب۔

جناب شناخت اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! میں ریکارڈ کی دوسری کیلئے یہ ریکارڈ بھی آپ کو دے سکتا ہوں۔ میرے دوست بھائی کو غلط انفار میشن دی گئی ہے۔ میں انکو ہمیشہ کہتا ہوں کہ اچھے اور درست ریکارڈ کے ساتھ آئیں، معلومات کے ساتھ آئیں۔ یہ sir letter ہے، یہ کورٹ کا آرڈر ہے 2018ء کا۔ جس میں بلوچستان ہائی کورٹ نے حکومت بلوچستان کو واضح طور پر یہ کہا تھا کہ بلوچستان میں خضدار میڈیکل کمپلیکس جھالاوان میڈیکل کمپلیکس لورالائی میڈیکل کالج کینس Hospital اور باقی ایک پروجیکٹ ہے تین چار پروجیکٹس کیلئے آپ پروجیکٹ ڈائریکٹر کی جلد تعیناتی کو ممکن بنائیں۔ اور اس کے علاوہ انہوں نے یہ ایک لیٹر ہے انفار میشن جولائی 2018ء کی 5 پی اینڈ ڈی with prior approval of the competent authority Planning and Development Government of Balochistan is pleased to constitute a recruitment committee for hiring a

Project Directors. The composition of the Committee is under:

ایئشنس سیکرٹری کے سمیت پانچ ہیں۔ جس میں Chief of Section ہیں ہیئتھا کا سیکرٹری۔ یہ جانب والا! انکی تعیناتی ہوئی۔ انکی تعیناتی پروجیکٹ ڈائریکٹرز کی ہوئیں، یہ پانچ چھ سال تک pending پڑے رہے اور لورالائی کالج میں ایک اینٹ بھی کام نہیں ہوا میڈیکل کالج میں۔ خضدار میڈیکل کالج کا کام ڈیرہ سال سے روکا ہوا ہے اُس کا PD نہیں ہے۔ انہوں نے کیا کیا؟ جو اس حکومت نے آکے وہ جتنے بھی PDs سفارش انہوں نے اس کمیٹی نے انکی سفارشات طے کی ایک دن کیلئے انکو appoint کیا، ایک دن کیلئے انکو appoint کیا وہ یچارے راستے میں تھے لورالائی پنچھ رہے تھے انکو واپس فون آیا کہ واپس آجائیں، یہ اس حکومت کا طریقہ کار ہے ایک دن advertise وسرے دن cancel تو یہ انہوں نے کیا کیا کہ جی آپ واپس آجائیں وہ واپس آگئے۔ اُس کے بعد گورنمنٹ آف بلوچستان نے ایک نوٹیفیکیشن کے تحت کمشنز آپ کے لورالائی کے جو آتا ہے لورالائی ڈویژن کا اُنکا، کمشنر قلات ڈویژن کو جالاowan کمپلیکس کا پروجیکٹ ڈائریکٹرز بنا دیا جو سراسر خلاف ورزی ہے اور جو انجیئریز ہیں وہ اس کے خلاف کوڑ میں گئے بھی ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں جو ترقی کا عمل جب ہم کہتے ہیں روكا ہوا ہے اُس میں یہ ساری چیزیں شامل تھیں۔ ہمیں ہر چیز پر روزانہ تفصیل کے ساتھ بحث کا موقع نہیں ملتا ہے۔ میں نے بذات خود چیف منسٹر صاحب کو کوئی دس دفعہ request کی کہ خدا اور رسول کو مانیں کیونکہ کے جو PMDC کے لوگ تھے میرے جانے والے دوست ہیں بھائی ہیں میں اسلام آباد میں رہا ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم بلوچستان کے تین میڈیکل کالجز کو جس میں آپ کا تربت ہے کچ ہے لورالائی ہے اور جالاowan ہے اس کو accreditation یا affiliation PMDC Pakistan میں کر سکتے کہ آپ پروجیکٹ ڈائریکٹرز تعینات نہیں کئے ہیں۔ خضدار Medical Dental Council جالاowan میڈیکل کمپلیکس کے بچے جو ہیں وہاں ایک کرائے کے مقام میں رہ رہے ہیں Hostels نہیں ہے۔ اس پر محکمہ پلانگ اینڈ ڈیپلمنٹ ڈیپارٹمنٹ، ہیئتھا نے حکومت بلوچستان نے کوئی نوٹس نہیں لیا تو یہ بی تو خیر مطمئن ہو گئی تھی لیکن یہ کیس ابھی کوڑ میں دوبارہ جا رہا ہے تو ہیں عدالت کی مد میں کہ حکومت بلوچستان نے تو ہیں عدالت کی اور بلوچستان کی حکومت مجھے لگتا ہے جان بوجھ کے تعلیمی حوالے سے بلوچستان کو پسمندہ رکھنا چاہتی ہے۔ یہ چاہتی ہے تعلیم کے حوالے سے جتنے بڑے پروجیکٹ ہو وہ بند ہوا گریہ بند نہیں نصیب صاحب آپ میرے بھائی ہیں اس پر ایسے نہیں یہ رونے کا مقام ہے خدا جانتا ہے اور ہم personally میں اس کیلئے دس مرتبہ گیا ہوں۔ آپ مجھے یقین دہانی کروائیں کہ آپ آنے والے PSDP میں لورالائی، جالاowan میڈیکل

کمپلیکس، کچھ کا اور ہمارا کینسر ہسپتال ہے اُس کیلئے آپ سب سے زیادہ بجٹ بھی رکھیں گے اور ایک ہفتہ کے اندر کمشنز کے بجائے کوٹ کے فیصلے کے مطابق پروجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی کریں گے معاملہ ہی ختم ہو جائیگا۔ شکریہ۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! جیسے ثناء صاحب نے کہا ہے اس میں پروجیکٹ ڈائریکٹر کا notification ہوا وہ بالکل cancel ہوا بھی کمشنر کے پاس ہے لیکن اس ہم انشاء اللہ next year میں fund بھی رکھیں گے اور پروجیکٹ ڈائریکٹر کا جہاں تک تعلق ہے تو D نے کرنا ہے ہم دوبارہ P&D کو بھیجیں گے انشاء اللہ کوشش کریں گے۔ کہ جتنا جلدی ہو سکے تو اسکا appointment ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

میریوس عزیز زہری: جناب اسپیکر! recently جمالا و ان میڈیکل کالج خپدار کا دورہ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بالکل خوش خبری دے رہا ہے میرے خیال سے۔

میریوس عزیز زہری: میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا آپ ایک اگر کمیٹی بنائے جمالا و ان میڈیکل کالج میں جس حال میں لڑ کے جو پڑھ رہے ہیں ہم جائیں ہم خود شرمندہ ہو کے واپس نکلیں گے۔ میں وہاں کے students سے جب پوچھا کہ آپ لوگوں کا حال کیا ہے؟ جیسے ثناء صاحب نے کہا کہ ایک کرائے کے مقام میں وہ لوگ students رہ رہے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم 50 students ہیں 25 ایک دفعہ کھانا کھاتے ہیں 25 دوسری دفعہ کھانا کھاتے ہیں ہمارے پاس پلیٹین نہیں ہیں۔ اور بخدا انہوں نے جو میڈیکل کالج کے construction پر جو خرچ کیا ہے وہ 18 کروڑ روپے ہیں اور وہاں آج تک خرچ ہوا ہے جمالا و ان میڈیکل کالج میں وزیر صاحب سُن لیں۔ وہ سوارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ جن میں سے 18 کروڑ اگر آپ نکالیں 20 کروڑ construction کا آپ نکالیں تو باقی پیسوں کا حساب لے لیں کہ ان سے کیا خریدا گیا ہے؟ اور وہاں ایک کرائے کے مقام میں ہائل بنا لیا ہوا ہے انہوں نے اور ایک ہمارے institute ہے اس میں میڈیکل کالج اُس کو extend کیا اور جس حال میں بچے پڑھ رہے ہیں اور انکا حال دیکھ لیں اور ایک ارب روپے کا میں نے اس میں دیکھا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان شروع ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

میریوس عزیز زہری: جناب اسپیکر! تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ PD کا جو مسئلہ ہے میں کمشنر سے ملا

خواہنہوں نے کہا تھا کہ مجھے صرف چند bills جو ضروری ہوتے ہیں اُن کو دستخط کرنے کا اختیار ہے باقی construction پر کسی چیز کا نہیں ہے۔ میں وزیر صاحب سے گزارش یہ کرونا گا کہ اگر وہ گورنمنٹ کا پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہتا اپنا خرچ کرنا نہیں چاہتا میں اپنے خرچ پر وزیر صاحب کو خصدار کی دعوت دونگا کہ وہ آجائیں اور وہاں position دیکھ لیں جو ایک ڈیڑھ ارب روپے وہاں سوا ارب روپے fudge ہوئے ہیں جن کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے انکا crockery خریدا ہے اور بچ کہتے ہیں کہ ہم 25 دفعہ کھانا کھاتے ہیں پھر 25 دوسری دفعہ کھانا کھاتے ہیں یہ position ہے۔ تو وزیر صاحب سے گزارش یہ ہے کہ آج یہاں اس ہاؤس میں وعدہ کر لیں اور تیاری اپناؤہاں لیں اور آج یہ فوری نو عیت کی چیزیں ہیں ان پر توجہ دے دیں اور مجھے امید ہے کہ وہ آئیں گے اور یہ مسائل ہمارے حل ہو جائیں گے۔ شکریہ جناب اپسیکر!

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی ٹائمس صاحب آپ اپنا سوال پوچھ لیں۔

جناب ٹائمس جانسن: سر! ایسے ہے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: نصیب اللہ مری صاحب بنیٹھیں۔ شاء بلوج صاحب! آپ نے جوبات کی وہ کافی حد تک درست ہے تو میں یہ ruling دیتا ہوں کہ وہ لوگ اگر انہوں نے کوئی قانون ہاتھ میں نہیں لیا تو انکو فوری طور پر چھوڑا جائے۔ اگر کوئی غیر قانونی اس طرح انہوں نے حرکات نہ کی ہو کیوں کہ ایسے بھی ابھی میرے انفارمیشن میں آیا ہے کہ انہوں نے روڈ بند کرنے کی کوشش کی ہے جو سمبلی کے سامنے والا روڈ ہے۔ تو اگر اس طرح کا کوئی وہ نہیں تھا۔

جناب شاء اللہ بلوج: نہیں جناب اپسیکر! دیکھیں۔ وہ ویسے ہی بند ہے۔ جناب اپسیکر! دیکھیں ایک بات یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہوتی بھی ہے even کسی وائس چانسلر کسی یونیورسٹی میں اگر پولیس کبھی کسی کی گرفتاری کیلئے جاتی ہے یا اُس کیمپس کے ارگردو، وہ وائس چانسلر صاحب کی اجازت کے بغیر گرفتاری نہیں کر سکتی۔ آپ اپسیکر ہیں بلوچستان کی ایک کروڑ 20 لاکھ آبادی پر منتخب نمائندوں کے کسی میں اتنی جرأت نہیں ہونی چاہیے اگر کوئی غیر قانونی بھی حرکت کرتا ہے پہلے آپ کو بتا دینا چاہیے کہ جی ایسی صورتحال بن رہی ہے کوئی قانون ہاتھ میں لے رہا ہے ڈنڈے ہاتھ میں لے رہا ہے بندوں قیس ہاتھ میں ہیں ہیں آپ کی اجازت کے بغیر۔ آج کے بعد لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں جس طرح ہم نے کہا یہاں طلباء کو بلا کیں یہاں غریبوں کو بلا کیں یہاں وہ لوگوں کو ناداروں کو بلا کیں جن کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں بے انصافیاں ہوئی ہیں۔ یہ دروازہ سب کے لیے کھولیں اور کسی کو بھی اس میں جرأت نہیں ہونی چاہیے آئندہ بلوچستان اسمبلی کے کم سے کم چار سو چھوٹے سو میٹر کے

احاطے میں کسی بھی شخص پر ہاتھ اٹھائیں یہ سب ہمارے مہمان ہیں۔ یہاں ہم یہ انہی غریب بچوں کی وجہ سے انہی نوجوانوں کی وجہ سے انہی بے روزگاروں کی وجہ سے آج ہم سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب کے ووٹ ایک برابر ہیں تو لہذا یہ تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ اور میرے خیال میں یہ قطاعات ہے یہ جو انہوں نے آپ کو دیا اس کو بھی مہربانی کر کے تھوڑا سا change کرے۔ آپ کہے کہ ان کو statement فوری طور پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر نہیں چھوڑا میں اپنی بات پر کھڑا ہوں اسمبلی اجلاس کے فوراً بعد ہم خود اُسی تھانے پر جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں میں نے رولنگ دے دی کہ فوری ان کو چھوڑ دے پھر بھی اسکو میں دوبار دیکھتا ہوں۔

جناب ٹائمس جاسن: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں sir پرے بلوچستان میں مسیحیوں کی تعلیمی خدمات بہت زیادہ ہیں لیکن مسیحی نوجوانوں کے لیے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور بند ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہاں صحت کے حوالے سے بات چل رہی ہے۔

جناب ٹائمس جاسن: جی صحت کے حوالے سے ہے sir۔ میں نے سوال کیا تھا کہ بولان میڈیکل کالج اور جنتے بھی میڈیکل کالجز ہیں اُن پر اور انجینئرنگ کالج وہ ابھی تو جواب نہیں آیا لیکن میں اس لیے یہ سوال جواب آنے سے پہلے ہی کرنا چاہتا ہوں کہ ایڈیشن شروع ہیں بولان میڈیکل کالج کے۔ اور اُس پر 5% کوئی پر عمل نہیں ہوتا اور کسی بھی ادارے میں مسیحیوں کے لیے خصوصی طور پر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مسیحی بچے جو ہیں نہ ان کو تعلیمی اداروں پر ایڈیشن نہیں ملتا۔ جبکہ ہمارے دوسری اقلیت کو لوکل ہونے کی وجہ سے ایک سیٹ ہے جو میرے والد محترم نے 1991ء میں منظور کرائی تھی اُس پر بھی ہمارے ہر سال دوسری اقلیت کے بچے آ جاتے ہیں یہ زیادتی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ تو تعلیمی اُن کے لیے کوئی ذرائع نہیں ہے مسیحیوں کے لیے۔ اور یہ آپ دیکھیں کہ بلوچستان یا پورے پاکستان میں مسیحیوں کے جتنے بھی تعلیمی ادارے اور ہمیلتھ میں جوان کی خدمات ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ میں صرف میڈیکل سیٹ کی بات کر رہا ہوں اسی لیے وزیر صحت صاحب بیٹھے ہیں میں نے اُن کی تفصیل میگوائی تھی کہ کتنے بچے ہیں اقلیت کے وہاں جن کا ایڈیشن ہے یا پانچ دس سال سے کون سے بچے ہیں تو اُس میں ہمیں پہنچ چل جائے گا کہ کتنے مسیحیوں کا وہاں ایڈیشن ہے۔ شکریہ اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی وزیر صحت۔

وزیر صحت: جناب اسپیکر! جیسے زہری صاحب نے کہا ہے کہ وہاں جو کانج ہے خضدار کا اس میں بہت بڑا پیسا نکلا ہے پچھلی گورنمنٹ میں لیکن اس پر کام نہیں ہوا ہے۔ میں بھی اس کو یہ دیکھتا ہوں کہ ارب یا سوا ارب لئے ہیں اس پر کام نہیں ہوا ہے وہ پچھلی گورنمنٹ نے کیا، اگر اس پر آپ لوگ کمیٹی بنانا چاہتے ہو تو بھی میں agree کرتا ہوں کہ آپ جائے ان پر تحقیقات کریں کہ کیوں نہیں ہوا ہے۔ وہ پچھلی گورنمنٹ جواب دے۔ میرے طرف سے Ok ہے جو کمیٹی بنے گی۔ پھر میں ابھی دوسرا یہ ہے کہ میں انشاء اللہ جاؤں گا بھائی کے ساتھ جو بھی مسئلہ ہے ہم حل کرائیں گے۔ اقلیت کا جو کوٹے کا بتار ہے ہیں جو میرے علم میں نہیں ہے اگر ہیں ان کا 5% کوٹا تو ان کو مل جائے گا۔ پہلے اگر نہیں ملا ہے تو وہ میرے علم میں نہیں ہے وہ مل جائے گا انشاء اللہ، ہمیلتھ کمیٹی میں لاتے ہو، جیسے بھی اس میں پیسہ نکلا ہے کام نہیں ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

میریونس عزیز زہری: جناب ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں ہمیں بھی وہ کرے اور وزیر صاحب بھی ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کمیٹی already بنی ہوئی ہے۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر! یہی کہا جاتا ہے وزیر موصوف صاحب نے کہا کہ جی کمیٹی بار بار بنا رہے ہو۔ ایک کمیٹی پہلے آپ نے لوکل گورنمنٹ کے وزیر سردار صالح محمد بھوتانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تین مہینے پہلے آپ نے رولنگ دی تھی جو خضدار کی کمیٹی کے لیے میں روناروتارہ اس دن بھی آپ نے یہی رولنگ دے دی کہ جی سوموار کو کمشنر کو بلا یا جائے اور کمشنر آ کے یہاں جواب دے دیں۔ لیکن کمشنر صاحب نے آنے کے بعد جائے۔ پھر مجھے سیکریٹری اسمبلی کی طرف سے message آ گیا کہ جی کمشنر صاحب 3 تاریخ کو یہاں آ رہا ہے ڈھائی بجے اسپیکر صاحب نے بلا یا۔ آج میں ڈھائی بجے یہاں پر پہنچا کہ میں اپنے دکھر دو ہاں کمشنر صاحب کے اور آپ کے سامنے پیش کر دوں لیکن وہ نہیں ہوا۔ وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آیا وہ اس کمیٹی کو فعال بنانا چاہتے ہیں یا نہیں یہ مجھے بتایا جائے کہ تین مہینے سے ایک کمیٹی فعال نہیں ہے، نہیں جا رہا ہے تو دوسرے کمیٹیاں بنانے کا میرے خیال میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وزیر صاحب مجھے جواب دے دیں کہ آیا وہ بلوجستان کو اسی طرح بردا کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح لوٹ گھسوٹ کو یہ لوگ protect کرنا چاہتے ہیں پھر کمیٹیاں بنانا اور کمیٹیوں کے نام دینا میرا خیال میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کمیٹی فعال نہیں ہو گی کام نہیں کرے گا میں بالکل احتجاج کرتا ہوں اس چیز کے لیے میں باقاعدہ یہ کہہ رہا ہوں کہ جی تین مہینے سے ایک کمیٹی ہے وہ اپنی روپورٹ کیوں نہیں دی رہی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے میں اس چیز کے لیے باقاعدہ اسمبلی سے احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جناب شاء اللہ بلوج صاحب آپ اپنا سوال نمبر 79 دریافت فرمائیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: سوال نمبر 79۔ وزیر موصوف ہیں؟ عمرانی صاحب! آپ جواب دیں گے۔

میر سکندر علی عمرانی (وزیری بی ڈی اے): جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ بی ڈی اے ان کے ساتھ ہے۔

☆ 79 جناب شاء اللہ بلوج، رکن اسمبلی:

کیا وزیر بی ڈی اے از راہ کرم مطلع فرائیں گے کہ

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بی ڈی اے کی جانب سے گذانی میں شپ برینگ کے سلسلے میں پلاٹوں کی الامنٹ کی گی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل سقدر رقبے پر الامنٹ کی گی ہے اور شپ برینگ کرنے والی کمپنیوں کے نام، ایئر لیس اپٹہ سالانہ آمدنی، ٹکس اور ملازمین کی تعداد نیز سال 2010 تا 2017 کے دوران شپ برینگ کی مد میں حاصل کردہ آمدنی کی سال وار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر بی ڈی اے:

معلومات برائے شپ برینگ انڈسٹریز گذانی ہر سال 2010 تا 2017 گذانی شپ برینگ کے کل پلاٹوں کی تعداد 314 ہے جو کہ 1264 ایکٹر پر مشتمل ہے ایک پلاٹ تقریباً (4) ایکٹر کا ہے جن میں سے 101 پلاٹ نمبر 1 تا 101 پر ایکویٹ لوگوں کے قبضے میں بی ڈی اے کے پاس سرکاری فعال شدہ پلاٹوں میں سے 102 تا (34) 135 پلاٹ ہیں باقی پلاٹس غیر فعال شدہ ہیں۔ تفصیل ذیل ہے۔

سریں نمبر	پلاٹ نمبر	کمپنی کے نام	ایئر لیس
1	102.103.104	میسر زیشنل شپ برینگ کمپنی	شاہین گودام پلاٹ نمبر ڈی/202 ہارون آباد، سائٹ کراچی
2	105	محوزہ پلاٹ پر ترقیاتی کام جاری	
3	106	محوزہ پلاٹ پر ترقیاتی کام جاری	
4	107-108	میسر زادم شپ برکریز	16 سی فرسٹ فلور، توحید کرشن، فیز ڈی ایچ اے کراچی
5	109-110	میسر زیشنل شپ برکریز	16 سی سینٹ ٹاؤن، توحید کرشن ایسا یا، فیز ڈی ایچ اے کراچی
6	111-112	عثمان شپ برکریز	ایف 54، بی 1، سائٹ کراچی

03 نومبر 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

29

شادگو دام، ڈی 260، شیر شاہ سکریپ مارکیٹ نزد علامہ کاظما سائسٹ کراچی	ڈینست	113-114	7
پلاٹ نمبر 116 شپ بریلگ یار ڈگڈانی ضلع سیہلہ	و پنچر گین ریسا یونیکلر	115-116-117	8
فرست فلور، زمیندار بلڈنگ کیمبل اسٹریٹ کراچی	عبد العزیز نواب خان	118	9
فرست فلور، زمیندار بلڈنگ کیمبل اسٹریٹ کراچی	بلوچ ٹریڈنگ کمپنی	119	10
308 تھرڈ فلور، پروگریسیو پلازہ یوم منٹ روڈ نزدی آئی ڈی سی کراچی	یونیک ٹریڈنگ کمپنی	120-121-123	11
308 تھرڈ فلور، پروگریسیو پلازہ یوم منٹ روڈ نزدی آئی ڈی سی کراچی	اشوک کمار اینڈ کمپنی	122	12
سوٹ نمبر 608، 6th فلور، پروگریسیو پلازہ سول لائن، یوم منٹ روڈ، کراچی	پرائم شپ بریکرز	124-125	13
کمرہ نمبر 6، تھرڈ فلور، نیکوسینٹر، کیمبل اسٹریٹ کراچی	ہاشم ٹریڈرز	126	14
سوٹ نمبر 806، 8th فلور، ایچ ٹاور، بی، ایم سی ایچ ایس، میں شہید ملت روڈ کراچی	عبدالستار نور محمد اینڈ کمپنی	127-128	15
بلوچستان شپ بریلگ کمپنی	بلوچستان شپ بریلگ کمپنی	129-130	16
205 یونی پلازہ، سینٹر فلور، آئی آئی چندر گیر روڈ کراچی	الکریم کار پوریشن	131-132-133	17
محوزہ پلاتوں پر ترقیاتی کام جاری ہے	محوزہ پلاتوں پر ترقیاتی کام جاری ہے	134-135	18

بلوچستان ڈوپمنٹ اتحادی

لست برائے ملازمین شپ بریلگ حب آفس

سیریل نمبر	نام	ولدیت	عہدہ	ریگولر پروجیکٹ
1	محمد طاہر درانی	سردار محمد ناصر درانی	جزل نیجر	ریگولر
2	طالب حسین مکسی	محمد رمضان	جزل نیجر	ریگولر
3	محمد طارق بلوج	خان محمد	اے۔ جی۔ ایم	ریگولر
4	محمدخت خان باہر	علام خان باہر	اے۔ جی۔ ایم	ریگولر
5	طارق عزیز	محمد عزیز	اے۔ جی۔ ایم (اکاؤنٹ)	ریگولر

03 مئی 2019ء (مہات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

30

ریگولر	نیجر	عیدن خان	غلام مصطفیٰ	6
ریگولر	نیجر	دین محمد	نصر اللہ زہری	7
ریگولر	ڈپٹی نیجر	حبیب اللہ	سراج محسن	8
پروجیکٹ	نیجر	ظفر اللہ خان	دینار خان	9
پروجیکٹ	ڈپٹی نیجر	محمد اکبر	وحیدا کبر	10
کنٹریکٹ	ڈپٹی نیجر	عبد الغنی	وحیدا الغنی	11
پروجیکٹ	کمپووزٹ اسٹٹٹ	محمد عثمان	محمد محسن	12
ریگولر	سینٹر کلرک	محمد ہاشم	غلام رسول	13
ریگولر	جونیئر کلرک	صالح محمد	عبدالرشید	14
پروجیکٹ	جونیئر کلرک	قادر بخش	امام بخش	15
کنٹریکٹ	جونیئر کلرک	عبدالستار	اقتب احمد	16
پروجیکٹ	سپروائزر	عبداللہ	محمد نعیم لاسی	17
کنٹریکٹ	سپروائزر	گل خان	ہاشم خان	18
ریگولر	فوٹو اسٹٹ آپریٹر	بیہم محمد	واحد بخش	19
ریگولر	ڈریور	داد محمد	خدا بخش	20
کنٹریکٹ	ڈریور	ولی محمد	عمران ولی	21
کنٹریکٹ	پیش امام	مولوی محمد سعید	نظام الدین	22
پروجیکٹ	سیکورٹی گارڈ	محمد بلوچ	عبد الوہاب	23
پروجیکٹ	سیکورٹی گارڈ	عبدو	دلدار	24
پروجیکٹ	سیکورٹی گارڈ	علی مراد	عبد الحمید	25
کنٹریکٹ	چوکیدار	نبی بخش	محمد اسلام	26
کنٹریکٹ	چوکیدار	صاحب داد	نصیر احمد	27
ریگولر	سوپر پر	جنے رام	شکنناہ	28

بلوچستان ڈولپٹمنٹ اتحادی

شپ بریکنگ ڈویلن گڈانی گوشوارہ بابت وصولی سال 2010 تا 2017

نمبر شار	سال	فیس فی ٹن	ڈپازٹ	جرمانہ	لیزی کریم	کل
1	2010-2011	29,277,079,97	40,000	150,477	929,280	30,396,836,97
2	2011-2012	45,497,317,60	60,000	181,365	2,707,320	48,446,002.60

46,553,315.82	1,700,000	95,501	40,000	44,717,814,82	2012-2013	3
77,206,671.00	3,569,189	347,368	80,000	73,210,114,00	2013-2014	4
81,458,318.00	2,900,000	93,526	260,000	78,204,792,00	2014-2015	5
68,507,404.00	2,410,686	47,947	140,000	65,908,771,00	2015-2016	6
74,988,262.00	4,400,000	453,622	170,000	69,964,640,00	2016-2017	7
427,556,810,39	18,616,475,00	1,369,806	790,000,00	406,780,529,39	G.Total	

جناب شناع اللہ بلوچ: سر! انہوں نے مجھے اس سلسلے میں جواب دیا ہے کہ شپ برینگ کمپنیوں کے نام اور اس سلسلے میں حاصل ہونے والی آمد فی سال و تفصیل دی جائے۔ تو آپ کو یاد ہو گا یہ سوال پہلے بھی آیا تھا اور بات یہی ہوئی تھی کہ شپ برینگ سے بلوچستان کو فائدہ کم اور نقصان زیادہ مل رہا ہے۔ یعنی جب شپ برینگ میں آپ کو یاد ہے دو تین بڑے حادثات ہوئے اور یہ جو بڑے ships آتے ہیں ان سے بہت زیادہ یعنی ماحولیاتی اور سمندری الودگی بھی پھیل رہی ہے۔ لیکن اس کے حوالے سے جو ہمیں رقم مل رہی ہے وہ بہت کم ہے یعنی چار کروڑ، کہیں پر چھ کروڑ یا کہ 7 کروڑ جو ہے وہ ہمیں لیز کی رقم میں ملتا ہے اور کچھ جو ہے ہمیں taxes کے مد میں ملتا ہے۔ تو میرا وزیر موصوف سے یہی سوال ہے کہ کیا آپ نے کبھی ماحولیاتی حوالے سے جو ہمیں damage ہو رہا ہے نقصانات ہو رہے ہیں سمندری آلودگی کے حوالے سے نقصانات ہو رہے ہیں، انسانی جانوں کے حوالے نقصانات ہو رہے ہیں۔ ان سب کو منظر رکھتے ہوئے شپ برینگ کو بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں تاکہ بلوچستان کی آمد فی میں اضافہ ہو اور جو ہمارے سمندر ہے ماحولیاتی آلودگی سے بھی بچ سکے۔ یا جو پیسے آئیں گے ہم اُس کو ماحولیاتی آلودگی کی ختم کرنے پر خرچ کر سکیں۔

وزیر بیڈی اے: اس میں ایسا ہے کہ، شناع صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عمرانی صاحب آپ Chair کو address کریں۔

وزیر بیڈی اے: جی جناب! ہمارے ہاں total جو ہمیں ملتا ہے وہاں سے فی ٹن 50 روپے۔ تو 50 روپے میں آپ جو calculation کر رہے ہیں آپ مجھے بتائیں یہی ہو سکتا ہے اس سے زیادہ تو نہیں ہو سکتا۔ ابھی ایسا ہوا کہ جو لائی میں انہوں نے ابھی فیصلہ ہوا ہے کوڑ کے through وہ ساڑھے تین سو ہو گا انشاء اللہ۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جی شپ برینگ کو بہتر کیا جائے کہ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایران سے جو سر یا اور یہ چیزیں لوہا وغیرہ آرہا ہے کہ اُس کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے کہ ہماری جوشپ برینگ وہ انڈسٹری بالکل محدود ہو کے بلکہ سکڑ کے رہ گئی ہے۔ تو ہماری کوشش ہے تاکہ اس کو بہتری کی طرف ہم لا کیں اور بہتر کریں۔

جناب ڈپٹی اسپکٹر: جی جناب ثناء بلوج صاحب آپ اپنا سوال نمبر 80 دریافت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: سر! سوال نمبر 80

وزیری ڈی اے: جواب پڑھا ہو اتصور کریں۔

80☆ جناب ثناء اللہ بلوج، رکن اسمبلی:

کیا وزیری ڈی اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2010 تا 2017 کے دوران کل کس قدر ترقیاتی اسکیمات پایہ تکمیل کو پہنچائی گئیں ان کے نام، مختص کردہ لائل نام تجویز کننده ایم پی اے، نوعیت (status) کی تفصیل دی جائے نیز ڈی ڈی اے کی تکمیل جن مقاصد کے حصول کیلئے عمل میں لائی گئی اور اکمل تفصیل بھی دی جائے۔

وزیری ڈی اے:

جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب! یہ سوال میں لاہوری میں دیکھ کر آیا ہوں واقعی ضخیم ہے۔ اور اس میں کچھ چیزیں بڑی پریشان کرنے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ بلوچستان میں کافی parallel ادارے ہیں۔ سڑکیں بنانے کا کام communication and works بھی کرتا ہے جس کا منشہ صاحب ابھی چلا گیا۔ سڑکیں بنانے کا کام irrigation BDA بھی کرتی ہے۔ پانی کی اسکیم PHE بھی بناتا ہے پانی کی اسکیم BDA بھی بناتی ہے۔ بلدیات کے کام بندات اور ڈیم جو ہے وہ اریکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی بناتا ہے وہ BDA بھی بنادیتی ہے۔ بلدیات کے کام بلدیات والا محکمہ بھی کرتا ہے بلدیات والے کام BDA بھی کرتی ہے۔ میں نے یہاں سوال دریافت کیا تھا کہ بلوچستان ڈولپمنٹ اتحاری کس مقصد کے لیے بنی تھی اور اس کے جو کیا مقاصد تھے کیا وہ مقاصد حال کیے گئے۔ تو مجھے کوئی 20,15 ارب کے فنڈ زیادہ قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ ان علاقوں میں بڑے بڑے روڈوں کے ڈیمڈو ارب روپے کے وہ نظر آئے کہ اتنے عرصے میں 15,20 سالوں میں گئے ہیں لیکن مجھے کوئی نظر نہیں آتا ہے۔ اس نام کو دیکھیں بلوچستان ڈولپمنٹ اتحاری یعنی بلوچستان کی تعمیر اور ترقی کا ادارہ vision اس ادارے نے بلوچستان کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے کیا کوئی بڑی پیش رفت کی ہے۔ خود بتا رہے ہیں وزیر موصوف صاحب کہ 50 روپے سے کم جو ہے پر ٹن ہمارا وہ tax ہوتا ہے اس سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو رہا نقصانات زیادہ ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف صاحب میرے بھائی ہے۔ یا اس ادارے revive کرنے کے لیے اس کے vision کو announce کرنے کے لیے۔ اس کو اکیسوں

صدی کے تقاضوں کے اہم انگ واقعی development authority بنانے کے لیے کوئی ارادہ رکھتے ہیں یا تو پھر اس کو ختم کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ لگتا black hole کی طرح ہے۔ وہ جس طرح میں ہمیشہ سے کہتا ہوں کہ اندھے کنوئیں کی طرح ہے جس نے بھی اپنے پیسے گمانے ہیں اُدھر کوئی سے نکالنے ہیں اُدھر یہ BDA کے ذریعے سے کچھ ہوتا ہے۔ اور یہ بلوجستان میں جو ہے بہت ہی تکلیف دہ امر رہا ہے کہ بی ڈی آئے کا کوئی بھی مثالی پروجیکٹ آج تک آپ مجھے دکھانیں سکتے ہیں۔ یا تو ادارہ ختم کر دے یا اس کو revised کرے کوئی vision کے ساتھ اس کو سامنے لانے کے لیے تاکہ واقعی اس کا development کام ہو اور یہ contradict نہیں کریں، بلکہ کوئی دوسرے مکھوں کے کام سے متعلق شکریہ جناب اپسیکر!

میرا خڑھیں لاگو: جناب اپسیکر! اس میں اگر میں کچھ add کروں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی آپ کردیں پھر وہ ایک ساتھ جواب دے دینے گے۔

میرا خڑھیں لاگو: جناب اپسیکر! اس میں تین چار دن پہلے آپ C&W کے department کا ٹینڈر آیا تھا 3-maintenance والوں کا۔ اُس میں جناب اپسیکر! یہ پچھلے سال اب مجھے یاد نہیں کہ کس

کے departments نے بنائے تھے یہ lack of coordination ہے ہمارے درمیان۔ جناح روڈ ہمارا یہ کوئی سال پہلے complete ہوا ہے کوئی ڈیڑھ دوارب روپے کوئی میں خرچ ہوئے تھے ان روڑوں میں جن میں جناح روڈ، انسلکم روڈ، جعفرخان جمالی روڈ، واٹ روڈ کے بلیک ٹاپنگ تھی۔

شارع اقبال تھالیافت بازار وغیرہ۔ یہ تمام جناح روڈ تو سب سے last complete ہوا تھا اس کو سال اب تک نہیں ہوا ہے۔ یہ تین چار دن پہلے جو ہے ایک ٹینڈر را خبر میں پھر چھپا ہے جس میں انسلکم روڈ

ہے، جعفرخان جمالی روڈ ہے، آپ کا واٹ روڈ ہو، جناح روڈ، شارع اقبال ہے، زرغون روڈ ہے ہمارا سریا ب پل سے لے کے آرمی چیک پوسٹ تک ان تمام روڑوں کا دوبارہ ٹینڈر ہوا ہے rehabilitation کے نام

سے۔ اب ان روڑوں میں اگر ہم چلے جائے تو میرے خیال سے ایک انج برابر کھڈا آپ کو نظر نہیں آئیں گا۔ اب یہ دوبارہ جو ہے کروڑوں روپے ان روڑوں کو rehabilitation پر خرچ کر رہے ہیں۔ جب ان سے تھوڑا اسا

اگر ہم سائیڈوں پر ہم ہٹ جائے یا اوپ کاسی روڈ کی طرف چلے جائے یا نیچے ہم زرغون روڈ سے واٹ روڈ سے نیچے آجائے یا سریا ب کی طرف یا نوں کلی طرف ہم چلے جائے تو ہمیں سینکڑوں روڑوں پوٹے نظر آئیں گے

جن میں گاؤں چلانا جو ہے وہ ایک عذاب بن جاتا ہے تو جائے ان سڑکوں پر پیسے خرچ کر کے دوبارہ، یہ پچھلے سال جناح روڈ بنائے جناب اپسیکر! جس پر عدالت نے نوٹس بھی لیا تھا کہ اس کا کام delay کیوں ہو رہا

ہے۔ اُس عدالت کی نوٹس کے بعد اسکو expedite کر کے پچھلے سال یہ نگران گورنمنٹ کے دوران جو ہے یہ روڈ کمل ہوا تھا۔ اور اب اُسی روڈ کو دوبارہ ٹینڈ کیا گیا ہے۔ تو یہ منظر صاحب سے اس طرح کے بہت سارے پروجیکٹس ہمارے ہیں کوئی میں میں کہ اُسی روڈ کو C&W ٹینڈ کر رہا ہے، BDA بھی ٹینڈ کر رہا ہے۔ لوکل گورنمنٹ بھی کر رہی ہے اُس کو اور QDA بھی کر رہا ہے۔ اور ایک روڈ کو چار چار departments بنانے کے ایک MB کی سال میں بنار ہے ہیں۔ بنائیک رہا ہے اور چار departments اس کی MB بنانے کے اس کے پیسے نکال رہا ہے۔ تو اس کی بھی منظر صاحب وضاحت کر لے۔ اور اس کا باقاعدہ اس اسمبلی فور پر نوٹس بھی لیا جائے۔

وزیر بیڈی اے: جس بات کا ذکر کیا ہے شاء صاحب نے یہ واقعی کسی ایک ہی علاقے میں چلے گئے ہیں۔ صرف میرے خیال جتنی بھی ایکیمیں ہیں زیادہ تر تو یہ پیشون یہلک میں ہیں۔ اور ماشاء اللہ یہاں ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں ما انواز صاحب یہ خود بھی بیڈی اے کے منظر ہے ہیں اور اس کے بعد 2008ء سے 2013ء تک بلکہ 2013ء سے آگے 2018ء آیا توبہ ہمارے زیرے صاحب والوں کی منسری تھی۔ تو ان لوگوں نے میرے خیال میں BDA کی طرف کوئی توجہ نہیں دی نہ اُس کو اصلی شکل میں لائے جس طرح وہ بتا رہے ہیں۔ اکثر یہی ہوا ہے کہ MPA صاحبان سے اپنی مرضی کے لیے دلائے۔ اور اسی طرح جو BDA کی اس وقت جو صورت حال ہے جو ہمارے لوگ ہڑتال پر بیٹھے ہیں اُس کی وجہ بھی یہی ہے کہ جس روڈ کو انہوں نے دیا ہے وہ پچاس لوگوں کو نوکریاں بھی دلادی ہیں project contract پر۔ وہ بھی ختم ہو گیا وہ روڈ بھی ختم ہو گیا لیکن ابھی تک جو مزدور ہیں ان کے بھی مسائل اپنی جگہ پر ہیں یہ لوگ تو چلے گئے لیکن اپنے مزدوروں کا مسئلہ مسائل ان کے لیے یا تو بھی بتا دیں کہ ان کی تاخواں میں نہیں مل رہی ہیں ان کی مسئلے حل نہیں ہو رہے ہیں۔ تو یہ جب اتنا وقت گزر گیا تو ان لوگوں نے پانچ دس سال میں ان دونوں پارٹیوں نے کیا کیا ان کے لیے۔ میں یہی کہوں کہ گا ابھی یہ 6 مہینے میں ہم سے یہ سارا حساب کتاب لے رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس department کے لیے کیا کیا اور اس department کو اتنا سکڑا دیا ہے تو ان لوگوں نے۔

میر اختر حسین لاغو: جناب اپسیکر! اب منظر صاحب کا ذیپارٹمنٹ ہے ان کی ذمہ داری ہے پہلے والوں نے جو کیا یا نہیں کیا آج ذیپارٹمنٹ کے ذمہ داروں بیٹھے ہیں آج انہوں نے جواب دینا ہے یہ شکوہ، جواب شکوہ والا کام جو ہے ہم سوال پوچھ رہے ہیں وہ سوال کے جواب میں ہم سے سوال پوچھ رہے ہیں۔ اس وقت وہ جس پوزیشن میں بیٹھے ہیں ادھر اُن کو جواب دینا ہے وہاں سوال نہیں پوچھ سکتے۔

جناب بیڈی اپسیکر: چلیں جی کا روائی آگے بڑھاتے ہیں۔ جی عبد الواحد صاحب۔

حاجی عبدالواحد صدیقی: جناب اپسیکر! انہوں نے مجھے سے سوال کیا کہ یہ آپ نے اپنے دور میں کیا کیا اس ڈیپارٹمنٹ میں سوال کا جواب تو اُس کو دینا چاہیے تھا۔ چونکہ بھی میں ذمہ دار رہ چکا ہوں اُس دورانیہ میں BDA مجھے ملی تو وہ ایک ہندڑ والا ادارہ تھا۔ اُس میں کچھ بھی نہیں تھا اُس وقت ہم نے شپ بریگنگ جو ہے ہم نے اوپر اٹھایا۔ اُس پر ٹیکس کا جو ریشو ہے اُس وقت ہم نے رکھا وہاں ایک دو جہاز آ کے scrap جو ہے وہ توڑتے تھے۔ پھر جا کے 40-30 پر پہنچا بھی جا کے پھر ڈھانی سو پر پہنچا ہے ابھی جو پھر کرش ہو رہی ہے کیوں ہو رہی ہے۔ کئی بار جو ہے سری بنائی گئی کہ بھی یہ ٹیکس کم ہے ان سے زیادہ ٹیکس لیں تاکہ BDA کو اس سے آمدی ہو۔ بلوجستان کو اس سے آمدی ہو جا کر پھر وفاقی حکومت کو بھی اس سے آمدی ملتی ہے لہذا وہ ٹیکس انہوں نے نہیں بڑھایا کچھلی گورنمنٹ میں ہوا۔ میں زیرے سے معذرت کرتا ہوں یہ سارا کچھ پھر وہ سنبھال رہے تھے اُس وقت BDA کو ہر وقت ہر ڈیپارٹمنٹ جیسے کہ ثانی بھائی نے کہا کہ بھی BDA وہ کام بھی کرتا ہے وہ بھی کرتا ہے یہ PC1 کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ BDA نے جتنا fast اور تیز کام کیا ہر علاقے میں کوئی کوئی ڈیپارٹمنٹ نہیں کر سکتا تھا اور کسی نے کیا بھی نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ یہ الگ سی بات ہے کہ ہم نے BDA کو project دیئے۔ میراں خیل آپ کا روڈ ہے وہ تو ہمارے ہاتھوں نہیں بنا شپ بریگنگ ہے ہم نے اُس کو اٹھایا اور project ہم کر رہے تھے پھر ہم سے اٹھایا اُدھر دیدیا گا اور desalination plant پر وہ ہم نے کیا۔ آخر میں جو کچھلی گورنمنٹ بنی۔ اُس میں جو ہے انہوں نے functional start کر کے start کر دیا۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: میراں خیل روڈ تو ابھی میں نے visit کیا ہے وہ میرے حلقوں میں آتا ہے ابھی اُس پر کام شروع ہوا ہے 6-5 مینے سے اس سے پہلے تو اُس پر کچھ بھی نہیں تھا۔

حاجی عبدالواحد صدیقی: ہاں اُس کو جام کر کے رکھا دیا گیا تھا اس میں کافی معلومات ہوئی پیسے پہلے نہیں گئے ایک پیسے بھی نہیں گیا ہے۔ وہاں جتنا کام ہوا تھا۔ لیکن وہ کسی اور معلومات کے نظر ہو گئے اُس میں سیاسی بد نیتی invoke یہ ہے یہ ہم کو اس طرح سے جوابات اور سوالات کرنے سے پہلے ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ کام کہاں ہے کون کرتا ہے، کہاں ہوا ہے۔ جتنا بھی BDA کو project میں لا کر دیا ہو BDA کو گزشتہ پانچ سالوں میں بھی یہ ختم نہیں کر سکتا تھا۔ چونکہ BDA کے سارے کام روک دیئے۔ وہ مٹی میں اڑا دیئے جو روڈ بن رہے تھے وہ بھی مٹی میں اڑا دیئے، گزشتہ پانچ سالوں میں کسی بھی project پر کوئی خاطر خواہ کام نہیں چھوڑ گیا۔ دوسری بات یہ ملازمتوں کی جوبات کر رہے ہیں جو ہم ایک project کر رہے ہیں بلوجستان کی ترقی کے لیے کر رہے ہیں تو ہم نے تو بلوجستان ہی کے لوگ وہاں against project جو ہے اُس کو appoint کیا ہے وہ

تو اس کی نوکری ہو گی۔ project ہو گا تو اس کی نوکری نہیں تھے جب against project ہو گی تو دوسری بات یہ ہے کہ انہوں ہی ملازمین کو تو آپ کے گزشتہ دور کے گزشتہ نے اس کو جو ہے regularise کر دیا۔ چیف سیکرٹری نے سمری جو ہے اپنے نیچر کھدی آج تک وہ نہیں ہو سکا۔ پھر آپ کے cabinet میں جا رہا ہے BDA ملازمین آج جب رورہے ہیں تو اس کو تو آپ لے لیں آپ کتنے کہ ہمارے پاس 25 ہزار یا 34 ہزار نوکریاں ہیں BDA کے کل کتنے ملازمین ساری چار پانچ سو جو against project کام کر رہے ہیں۔ آپ انہوں ملازمین میں سے اُن کو دیدیں اُس کو آپ لے لیں اور آپ کے پاس اور بھی نوکریاں رہتی ہیں یہ بھی تو بلوجستان کے بچے ہیں یہ تو بلوجستانیوں کے چوہے جل رہے ہیں۔ یہ بھی آپ دیکھ لیں کہ کون کون سا علاقوں کے لوگ اس میں ہیں سب کے ذات پات دیکھیں کوئی علاقہ اور area دیکھیں کوئی بندہ باہر سے appoint نہیں ہوا پورے بلوجستان سے لوگ اس میں appoint ہوئے ہیں۔ جہاں project چل رہے ہیں وہاں کے لوگ اس میں appoint ہیں۔ بات یہ ہے کہ وزیر موصوف کو تو پہنچنے ہیں ہے کہ بیڈی اے میں کیا ہے کیا نہیں ہے مجھے پہنچے ہے کہ بیڈی اے کیا ہے کیا نہیں ہے۔ یہ تو الگ بات ہے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ جو بھی ذکر کیا گیا ہے یہ تو اس وقت سے اس کے پیچھے پڑئے ہوئے ہیں۔ کہ یہ بیڈی اے ختم ہو لیکن یہی project BDA نے تیزی سے کئے یہ کوئی اور ڈیپارٹمنٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اور اس کے ساتھ میں آپ کے ساتھ معمورت کے ساتھ کچھ وقت چاہتا ہوں میرا اپنا ذاتی نوعیت کا ایک اور بھی مسئلہ ہے اگر آپ سننا چاہیں تو میں عرض کروں۔ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس میں۔ پھر آپ کوزیر و آور میں موقع دیتا ہوں۔ جی زیرے صاحب۔
جناب نصراللہ خان زیرے: اجازت ہے شکریہ جناب اسپیکر! اب مصیبت یہ ہے کہ ان کو ڈیپارٹمنٹ ملا ہے کم از کم اب 9 ماہ تو ہو گئے ہیں۔ اس میں جو بات ابھی ان کی پارٹی کے جو پھلی حکومت تھی۔ اس سے پہلے پھر بعد میں کیبینٹ نے فیصلہ کیا کہ جو بیڈی اے کے ملازمین انکو regularise کیا جائے۔ کیبینٹ نے فیصلہ کیا ابھی تک آپ کیوں اس کو regularise نہیں کر رہے یہ تو آپ کا کام ہے وہ آج تیرادن ہے تمام بیڈی اے کے جنے بھی offices میں سب میں مکمل تالا بندی ہے۔ ان جیئنرز ہر ہتال پر ہیں، بیڈی اے کے تمام ملازمین ہر ہتال پر ہیں بیڈی اے کا جو میں آفیس ہے اس میں تالا بندی صوبے پھر میں جوان کے ہے وہ آپ کب حل کریں گے؟ حکومت نے کیبینٹ میں فیصلہ کیا ہے ان سب میں lockdown ہے اس پر آپ خاموش ہیں پھر الزامات آپ ماضی کی حکومتوں کو دے رہے ہیں۔ اپنی بات کریں 9 ماہ آپ کی تھا۔ اس پر آپ خاموش ہیں پھر الزامات آپ ماضی کی حکومتوں کو دے رہے ہیں۔ اپنی بات کریں 9 ماہ آپ کی

حکومت کو ہو گئے 10 ماہ ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! کارروائی آگے بڑھاتے ہیں۔ جی منظر صاحب۔

وزیر بی ڈی اے: اسپیکر صاحب! انشاء اللہ انگلی تخریج کا جو issue ہے وہ حل ہو جائیں گے دو چار دنوں میں۔ تخریج کا جو issue ہے جس پر وہ ہڑتال پر ہیں میری بات سینیں اُس کے علاوہ یہ جو بتا رہے ہیں کہ کیفیت نے فیصلہ کیا ہے اُس کو بحال کیوں نہیں کیا جا رہا تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں یہ already matter جو ہے عدالت میں ہے جب وہاں سے فیصلہ ہو گا تو توبہ کی کچھ ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جناب اختر حسین لاگو صاحب، ملک نصیر احمد شاہ ولی، احمد نواز بلوج، نصر اللہ خان زیرے، جناب ڈاکٹر جانسون صاحب اور میرزادہ علی ریکی صاحب کی جانب سے تحریک التوا نمبر 7 موصول ہوئی ہے قواعد و انصباط کا رہنمایہ بلوچستان صوبائی اسمبلی بھریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 75A کے تحت مشترکہ تحریک التوانہ 7 پڑھ کر سناتا ہوں۔ ملک صاحب میں تحریک پڑھ رہا ہوں، تو آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں یہ مکمل ہو جائے۔ آپ تشریف رکھیں میں یہ پڑھتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ نیا پاکستان ہاؤس سینگ اسکیم کے تحت وحدت کا لونی کوئی نہیں قائم کرے۔ اس کی وجہ سے مذکورہ کا لونی میں رہائش پذیر کاری آفیسر اور اہلکاروں میں تشویش اور بے چینی پائی جائی گے۔ جس کی وجہ سے مذکورہ کا لونی میں رہائش پذیر کاری آفیسر اور اہلکاروں میں تشویش اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور وہ سراپا احتجاج ہیں۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

مشترکہ تحریک التوانہ 7 پیش ہوئی۔ آیا رکین محکمین کو مذکورہ مشترکہ تحریک التوانہ 7 پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ چونکہ مشترکہ تحریک التوانہ 7 کو ایوان کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ لہذا کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ تحریک التوانہ 7 پیش کریں۔

میرا خڑھسین لاگو: جناب اسپیکر! ایک یہ ہے کہ نیا پاکستان ہاؤس سینگ اسکیم کے تحت وحدت کا لونی کوئی نہیں قائم 420 کے قریب رہائش پذیر کاری آفیسر اور اہلکاروں میں تشویش اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اور وہ سراپا احتجاج ہیں۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ جناب اسپیکر! اس کی admissibility پر بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ تحریک التوانہ 7 پیش ہوئی۔ اجلاس کے آخر میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا

ہے۔ جی ملک سکندر رضا صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈ وو کیٹ (فائدہ حزب اختلاف): ایک تو میں گزارش کروں گا کہ چونکہ صحافت کا دن ہے آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس سال 48 صحافی بھائی اپنی ضمیر کی آواز اور آزاد صحافت کے لیے جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ جو ایک بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن ان شہیدوں کو یہ ساری تخریب کاری، دہشتگردی کے اُس میں موت کے بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہیں کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا ہے اس لیے جناب کی توجہ اُس طرف مبذول کروں گا۔ جیسے باقی لوگوں کو جو شہید ہوتے ہیں دہشتگردی کے دوران یا تخریب کاری کے دوران ان کو تو معاوضہ دیا جاتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کو معاوضہ نہیں دیا گیا ہے۔ ایک دوسری گزارش جناب اپسیکر! کہ 5 ہزار صحافی حضرات کو نوکریوں سے نکالا گیا ہے۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ بلوچستان میں ہزاروں نوکریاں میں ملیں گی پاکستان میں کروڑوں نوکریاں میں گی لیکن جو real حقیقت ہے وہ جناب کے سامنے ہے کہ ان لوگوں کو نوکریوں سے نکالا گیا ہے آپ کے توسط سے میں عرض کروں گا کہ ان کو فوری طور پر بحال کیا جائے اور آئندہ صحافی حضرات کو نوکریاں کا تحفظ یقینی بنایا جائے تاکہ وہ آزاد حیثیت سے اپنی روزگار کر سکیں اور ان کا معاشی قتل نہ ہو۔ جناب اپسیکر! 30 اپریل کو جب یہ اجلاس ہو رہا تھا ہم نے گزارش کی تھی کہ رمضان شریف کے آتے آتے یہاں کیسکو نے اپنے ظلم کا کام تیز کر لیا ہے۔ اور لوگوں کے ملبوں سے ٹرانسفر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ بل نہیں دیتے ہیں اس وقت ٹرانسفر نہیں دیں گے۔ اب باقی دنوں میں تو ٹھیک ہے کوئی گزارا ہو سکتا ہے۔ لیکن رمضان شریف میں ایک تو گرمی اور تو ایسی حالت میں کسی کی دھنی رگ پر ہاتھ رکھنا میں نہیں سمجھتا کہ یہ اور جناب نے ان کو بلا یا بھی تھا اب مجھے یہ نہیں پتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا نہیں ہوئے اور جناب نے یہ حکم دیا تھا وہ آئے اور یہ explain کر دیں۔ پتہ نہیں اگر انہوں نے explain کیا ہے یا آپ کو مطمئن کیا میں نہیں کہہ سکتا otherwise یہ حکم جاری فرمایا کہ بلوچستان میں جتنے بھی ٹیوب ویز ہیں جتنے جو purpose water supply کے لیے ہیں جو پینے کے پانی کے لیے ہیں اُسی میں رمضان شریف کی حد تک تو کم از کم ان کا کنیکشن بھی دیا جائے اور جو ٹرانسفر م لے جائے گئے ہیں ان کو واپس کیا جائے۔ تو اس سے لوگوں کو سہولت ہوگی اور جناب یہ ایک اور جو تخفیح حقیقت ہے جناب اپسیکر! میں جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: ملک صاحب! تھوڑا مختصر کریں کارروائی بہت زیادہ رہتی ہے تاکہ آج فارغ کریں۔

فائدہ حزب اختلاف: جی جی مختصر کروں گا جناب ڈسٹرکٹ ڈولپمنٹ پروگرام کے حوالے سے ہر ضلع کو ہر

حلقے کو 10-10 کروڑ روپے دیئے گے تھے۔ اور جوا رکین اسمبلی ہیں ان کو کہا گیا تھا کہ آپ اس کے پیسے دیدیں تو ہمارے قلعہ عبداللہ کے حاجی محمد نواز خان جو پہلے بھی کہر ہے تھے کہ میں کچھ بول میں ان کی طرف یہ کچھ عرض کروں گا کہ انہوں نے بھی اپنے 10 کروڑ روپے اسکیم وہاں کے ڈپٹی کمشنز کے حوالے کئے۔ لیکن جناب دوستیں ہیں جوانہتائی بُدھتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہی قلعہ عبداللہ ضلع ہے جس کے تین MPAs ہیں۔ اور ان تین MPAs میں دو MPAs کو جو پیسے ملتے ہیں وہ ہیں 30 کروڑ روپے اور ایک جو MPA ہے اُس کے جو 10 کروڑ روپے کے اسکیمات ہیں۔ ان کو صرف ”فلاں اسکیم ضلع قلعہ عبداللہ، فلاں اسکیم تحریصیل گلستان“۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میں اسکیم دیتا ہوں۔ جناب! یہ specific میں نے اپنے اسکیم دیئے ہیں کلی کا نام بھی لکھا ہے تعلقہ کا نام لکھا ہے اور علاقے کا نام بھی لکھا ہے اُن کو کاٹ کے جو permission دی گئی ہیں قلعہ عبداللہ میں۔ اب قلعہ عبداللہ جب حکمرانی کسی اور کی ہوگی ہماری اس درخواست کی پھر کیا حیثیت ہوگی۔ وہ وہی سے بھی موڑ کے کسی اور جگہ لے جاتے ہیں۔ گزارش یہ کرنی ہے کہ وہ ٹھیک ہے آپ کو انہوں نے 30 کروڑ روپے کے اسکیم approve کرالئے ہیں وہ گورنمنٹ میں ہیں۔ ٹھیک ہے آج ان کا دن ہے وہ کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک چیز پر تو جناب رولنگ دیں۔ کہ یہ دو جو 10 کروڑ روپے کی اسکیم ہیں۔ قلعہ عبداللہ کے حاجی محمد نواز خان کا کڑنے جو اسکیمات گلستان کے لیے دیئے ہیں۔ اور وہ باقاعدہ ڈپٹی کمشنز کے دفتر پر بھی ہیں۔ کم از کم ان میں روبدل کرنا یہ انتہائی ظلم ہو گا۔ اور اس ظلم کا مادا جناب اسپیکر صاحب! آپ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے جو دو MPAs ہیں وہ گورنمنٹ کی طرف سے ہیں اور وہ دو MPA اپنے 30 کروڑ روپے تو وہیے بھی صرف کریں گے۔ جو ہمارا اپوزیشن کا ایک MPA ہے جو کو 10 کروڑ روپے کا کہا گیا ہے اُس نے اسکیمات دیئے ہیں۔ اور ان کو بھی انہوں نے اپنے کھاتے میں ڈالا ہیں۔ تو جناب سے صرف میں عرض کروں گا۔ کہ ایک رولنگ جناب آج جاری فرمائیں۔ کہ جنوواز خان نے ڈسٹرکٹ ڈوپلمنٹ پروگرام کے لیے جو اسکیمات identify کئے ہیں اپنے دستخط کے ساتھ انہی کو بھی بحال کیا جائے۔ میں بہت مشکور ہو گا جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ دونوں میں ایک بات کرے، چلو تینوں میں سے ایک بات کرے۔ جی شناء بلوج کو اجازت ہے۔

جناب شناء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! ہم سب تقریباً ایک ہی بات کریں گے انشاء اللہ۔ ایک اہم بات میں دو ہرانا چاہتا ہوں پتنہ میں ملک صاحب کے حوالے سے رولنگ دیں گے تو اچھی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اپسیکر! یہ ہمارا گورنمنٹ کی طرف سے سی ایم صاحب کی طرف سے اس گورنمنٹ کی طرف سے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: نہیں اس پر جو ہے وہ گورنمنٹ کے اراکین ہیں وہ اس پر اپنی بات کر دیں۔ جو دس دس کروڑ روپیہ MPAs کے لیے جام صاحب نے کہا تھا۔ حاجی نواز خان کی جو اسکیمات ہیں۔

قائد حزب اختلاف: بہرحال ملیں گئیں ملیں گے جس نے specific جس نے identify کئے ہیں۔

جناب شناع اللہ بلوج: اگر کوئی اسکیم ہے تو منتخب نمائندوں کو جو ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: وہ گورنمنٹ کے جو ہے۔ جی۔

میر سلیم احمد ہوسہ: جی ہاں بالکل پورے بلوچستان کے جتنے بھی حلقات ہیں ان کے لیے دس کروڑ دیئے تھے تاکہ وہ اپنے علاقوں میں جو بھی عوام کی ضروریات کے مطابق کام کر سکے۔ اور یہ بھی اپوزیشن کا بھی اور ٹریزیری بچھر میں جتنے بھی دوست بیٹھے ہیں سب کو۔ یہ کہا گیا تھا حلقات کا جو MPA ہے وہ نشاندہی کریں علاقے کے جو بھی وہاں کے اسکیمات ہیں۔ تو مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ حاجی صاحب کو س طرح وہاں کا جو ڈپٹی کمشنر ہے وہ bypass کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو specific میرے خیال میں حاجی صاحب کے حلقات میں اس طرح کا مسئلہ ہے باقی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔ (مداغلت) کوئی تو ماشاء اللہ پورا develop ہے آپ حکم کریں نہیں اس چیز کو دیکھ لیں گے۔ میں اپنے معزز ارکین کو یقین دہانی کرتا ہوں۔ اگر ان کو یہیں پر بھی bypass کرنے کی کوشش کی جاری ہے تو اس کو ہم دیکھ لیں گے انشاء اللہ جو بھی آپ لوگوں نے اسکیمات دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: اس پر جو ہے ہوسہ صاحب ہیں اور عارف جان حسنی صاحب ہیں۔ سی ایم صاحب سے بات کر لینے۔ یہ جتنے بھی MPAs ہیں۔ ملک صاحب اس پر جو ہے یہ دونوں منسٹر صاحبان جام صاحب سے بات کر لینے۔

قائد حزب اختلاف: صرف ہمیں آپ یہ انصاف دیں۔ پانچ کروڑ ملتے ہیں ایک کروڑ ملتا ہے دس کروڑ ملتے ہیں جو policy کے تحت ہیں جس MPA کے ہیں اُسی کی صوابدید اور اُسی کی identification پر یہ جناب رونگ دیں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی جی یہ دونسٹر صاحبان سی ایم صاحب سے بات کر لینے۔ آپ ان سے پھر رابطہ کریں۔

قائد حزب اختلاف: رونگ سے یہ ہو گا جناب! کہ انہوں نے بھی آپ کے سامنے اعتذاف کر لیا کہہ دیا کہ یہ ہونا چاہیے۔ تو آپ یہ کہ دیں کہ جب policy کے تحت ہر MPA کو دس کروڑ روپے ہیں تو جتنے بھی

پسیے ہیں وہ ان کی identification پر ملے۔

میر سعیم احمد کھوسمہ: ملک صاحب میں نے یہی گزارش کی ہے کہ اپنیکر صاحب! کی رو لگت ہیں میں اور عارف جان CM صاحب سے بات کر کے حاجی صاحب یادوسرے دوستوں کے جو بھی معاملات ہیں ان کو حل کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: جناب اپنیکر! جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ کوئی نہ کے بہت سارے ٹیوب ویل واٹر سپلائی اسکیمیات واسا پیلک ہیلٹچ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے واپڈا اور کیسکو والوں نے disconnect کیا ہے آپ سے یہ request ہے کہ کم از کم اس ماہ رمضان میں جتنے بھی ٹیوب ویل disconnect ہیں جو بند پڑئے ہیں ان کو کم از کم خود چیف سے بات کریں چیف کیسکو سے بات کریں MD PHE سیکرٹری ان کی بحالی کریں لوگوں کو پانی نہیں مل رہا ہے رمضان میں کہا جائے لوگ۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اپنیکر: اس کے لیے میں رو لگنگ دیتا ہوں کہ ماہ رمضان میں جتنی بھی water supply کی اسکیم ہیں۔ (مدخلت) آپ سب لوگ order in the House آپ سب تشریف رکھیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اپنیکر صاحب! آج کل کمبوٹی والے جو بل ہے جو بھی والے ہیں جو دکاندار ہیں یا جو کہ گھر ہیں ان کو کہتے ہیں کہ جی ہم نہیں بنائیں گے آپ خود بنائیں۔ دودو مہینے ٹرانسفارمر پڑے ہوتے ہیں یہ بنتے ہیں تو واپڈا والوں کو بتا دیا جائے اس میں جو ہے نہ لوگ مل دیتے ہیں اگر کوئی ٹرانسفارمر جل جاتا ہے کوئی کھماگرتا کوئی تار گرتا۔ اصلاح آن ہی کو بنانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی اپنیکر: جی میر صاحب میں کچھ کرتا ہوں۔ جی مٹھا خان صاحب آپ اردو میں بات کریں تاکہ سب کو سمجھ آجائے۔

جناب مٹھا خان کا کڑ: جناب اپنیکر صاحب! یہ مکٹی میں ستا کریں اور آئندہ کیلئے یہ نہ کریں۔

جناب ڈپٹی اپنیکر: کس چیز کے؟

جناب مٹھا خان کا کڑ: پی آئی اے کے۔

جناب ڈپٹی اپنیکر: آپ بس میں جائیں۔

جناب مٹھا خان کا کڑ: ہاں بی بی نے قرارداد پیش کی تھی۔ لیکن آپ لوگوں نے عمل نہیں کروایا اس پر عمل کریں۔ السلام علیکم۔

میر سعیم احمد کھوسمہ: جناب اپنیکر صاحب میر اعلاءہ بے انتہا گرم ہے اور اس وقت تقریباً 45 سے بھی اوپر سٹی

گریڈ جارہا ہے اور رمضان شریف بھی تقریباً آچکا ہے۔ تو گزارش یہ ہے جس طرح ہمارے معزز ممبران نے بھی کہا اور اس طرف انہوں نے بھی بہت سارے خدمات کے حوالے سے بات کی واپڈا کی تو میری یہ گزارش ہوگی۔ کیسکو کے چیف کو یہاں بلا لیں تو ہمارے بہت سارے معاملات ہیں ہمارے بڑے مسئلے ہیں خاص طور پر نصیر آباد میں کیونکہ وہاں گاؤں کا سٹم ہے گاؤں میں ٹرانسفر مریض دس بارہ پندرہ وہاں جو کنشن ہوتے ہیں اگر تین کنشن ناد ہندگان ہیں تو وہ بارہ کنشن بھی اس کی وجہ سے سروائی کر جاتے ہیں وہ پوار ٹرانسفر مرکاٹ دیا جاتا ہے اٹھا کر لے جاتے ہیں تو اس طرح کے بہت سارے ایشوں ہیں میری گزارش ہوگی کہ ان کو یہاں بلا کیں اور پھر جا کے بہت سارے معاملات ہیں مسئلے ہیں اور آپ اس کے ساتھ بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھوسہ صاحب! چیف کیسکو صاحب کو ہم لوگوں نے یہاں اسمبلی میں طلب کیا تھا تو انہوں نے بھی اپنے مشکلات سے ہم لوگوں کو آگاہ کیا کہ ان کیا تھا کیا مشکلات ہیں۔ میں اس حوالے سے بات کرتا ہوں کہ اس کو دوبارہ بلانے کا۔ جیسا کہ واپڈا کیسکو کو طلب کیا جاتا ہے اس کو منغل یا بدھ والے دن کیلئے لیٹر لکھ دیں تاکہ وہ آجائے۔

محترمہ شنکلیل نو بدقاضی: جو reseve seats ہیں ان کو کسی قسم کا یعنی فنڈ زان کو allocate نہیں کیے گئے۔ نہ 2018-2019 اور مجھے 2019-2020 کوئی صورتحال نہیں نظر آ رہی ہے کیا ہم اس ایوان کا حصہ نہیں ہیں پہلے بھی میں نے یہی کہا ہے کہ کیا ہم صرف کورم کو پورا کرنے اور توڑنے کیلئے ہیں؟ یہاں reseve ہلفاً میں کہتی ہوں کہ کسی کو کچھ نہیں ملا اگر یہی صورتحال اس گورنمنٹ کی reseve کیا تھا تو میرا خیال ہے پھر ہماری یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں نہ ہماری شنوائی departments میں ہوتی ہیں نہ ہماری شنوائی اس فور پر آیا کیا ہماری وہ level نہیں ہے جو باقی ایکم پی ایز آئے ہیں تو ہم بھی اس سر زمین کیلئے میں نے پہلے بھی کہا کہ خون دے کر آئے ہیں ہم یہاں ویسے نہیں بیٹھنے ہوئے ہیں تو kindly آپ اسی اسمبلی میں آپ kindly اس کو دیکھ لیں ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھی گئے reseves seats کو کچھ بھی نہیں دیا گیا ہے جبکہ ڈی سی ہماری بات نہیں سنتی تو پری نہیں آگے ہمارا کیا حال ہو گا تو ہمیں directly participation کہا جائے تو 33 جس کی history of women struggle ہے اس سے ہمیں بالکل الگ کر کے ایک سائیڈ پر بیٹھایا جائے کہ formality پوری کرنے کیلئے جب کورم پورا کرنا ہو گا آپ کو بلا یا جایگا جبکہ توڑنے کیلئے آپ کو باہر نکالیں گے اس چیز کیلئے اس کو clear کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میڈم بشری کو کتنا فنڈ ملا ہے اس حوالے سے کیا کہنا چاہیں گے۔ یہ میدم

reseves seats کے فنڈز کے بارے میں تھوڑا بتا دیں، ہم لوگوں کو دو منٹ۔

میر اختر حسین لالگو: دیش کمار کو 25 لاکھ روپے دیدیا تھا کسی کو کچھ نہیں ملا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں ویسے **reseves seat** کیلئے آپ لوگوں نے اس پر کوئی میٹنگ کی ہے؟

محترمہ بشری رند: نہیں ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ جی منصر۔

جناب ٹائلر جانسن: یہ اقلیت کے نمائندے اور خواتین ہماری **reseve** والی ہمیں خیراتی سیٹ سے

نووازا جاتا ہے اور ہماری آبادی بھی عیحدہ ہے۔ خصوصی طور میں اپنے طور پر میں بتاتا ہوں کہ جبکہ کیمیونٹی کی پوری

بلوچستان میں کوئی بھی اکثریت کا نمائندہ ہماری آبادیوں میں کام نہیں کرایا گا اپنے **development** فنڈ سے

اور ہمیں کوئی فنڈ نہیں دیا جاتا میں نہیں کہتا کہ دیش بھائی کو یا کسی بھی کیمیونٹی کو پیسے دیے جائے میں روکنا نہیں چاہتا

اُن کا فنڈ اُن کے مندر کیلئے جو منظور ہوا ایک کروڑ دس لاکھ روپے۔ جی دس کروڑ اور دس لاکھ روپے وہ، اس پر میں

ان کو کہتا ہوں کہ وہ اُن کے کام آنا چاہیے لیکن ہمارے آبادیوں سیکڑوں روز پہلے میں گیا وہاں تو وہاں نہ گیس ہے

نہ بچلی ہے نہ پانی ہے اس کو میں نے پر لیں کے تھوڑتا یا اور فیس بک کے تھوڑو، ڈیماڈ بھی کیسی ایم صاحب سے لکھ

کر کے دیا کہ جو ہماری رنگ اسکیم ہے ان کو مکمل کیا جائے جو 2008 سے 1995 سے رنگ اسکیم ہے آج

تک مکمل نہیں ہوئے ہیں تو مجھے اگر فنڈ نہیں ملے گا میری لیڈریز کو نہیں ملے گا تو ہم لوگ کیا جواب دینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں دیکھیں! اس پر میڈم نے بتا دیا کہ ہم لوگوں نے ابھی تک کوئی اس پر فائز نہیں کی

جناب ٹائلر جانسن: نہیں جو میرے دوسرا بھائیوں کو جو گورنمنٹ میں میٹھے ہیں اس کو کس قانون کے

تحت پیسے دیے جا رہے ہیں یہ تو پارلیمنٹ ہے اس میں تو کسی قانون کے تحت کام کیا جاتا ہے ابھی چھپس لاکھ

روپے کے یہ جو آپ کے سامنے ہیں میں پیسوں کیلئے نہیں آیا ہوں اپنی قوم کیلئے جو قانون سازی ہے جو زیادتی

ہو رہی ہے ان کیلئے میں یہاں بیٹھا ہوں پیسے وہ لے جائیں اور چھپس لاکھ کی جگہ ایک کروڑ چھپس لاکھ دے دیں

اس کو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن میں اپنے لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہوں کہ ہمیں یہاں قانون سازی

کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی۔ شاء بلوج صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 41 پیش کریں۔

جناب شناع اللہ بلوج: سر! ایک اہم مسئلہ بلوچستان کو درپیش ہے، وہ **point of order** پر میں توجہ

دلانا چاہتا ہوں۔ آپ نے آج کا اخبار دیکھا ہوگا بلوچستان میں جو ہے، حکومت بلوچستان نے اس ایوان، اس

فورم کو اعتماد میں لیے بغیر بلوچستان کے تین اہم اضلاع بالخصوص جس میں گودار سبیلہ اور خاران شامل ہیں، یہ بلوچستان کے back-bone ہیں۔ یہ بلوچستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دو، تین اجلاسوں میں سے، جو ہے، جتنی بھی لیویز ہے اُسکو ختم کرنے یعنی بی۔ ایریا کو ختم کر کے اے ایریا میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اختر صاحب! ایک منٹ کیلئے please ٹھوڑی سی order in house چاہیے۔ اس میں جناب والا! کل آپ کے کینٹ کی اجلاس میں اگر آپ تھے تو ایک فیصلہ کیا گیا کہ بلوچستان کی جو تاریخی لیویز ہے اُسکو دوبارہ سے ایک دفعہ بلوچستان میں ختم کر کے پولیس میں ضم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یعنی بلوچستان کے بی۔ ایریا کو اے۔ ایریا میں merge کیا جا رہا ہے۔ اس میں دو چیزیں ہیں جناب والا! نمبر 1 ایک تو سمجھنا چاہیے A اور B کی تفریق کس لئے ہے۔ یہ پولیس اور لیویز کی تفریق نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں A اور B کی تفریق اسلئے ہے کہ A ایریا جو ہے وہ ایریا ہوا کرتے تھے جس میں حکومت پاکستان نے اپنے شہریوں کو تمام تر سہولیات فراہم کی ہوں۔ تعلیم دی ہو، روزگار دی ہو، سڑکیں دی ہوں، بھلی دی ہوا چھاسا سوسائٹی اور معاشرہ جو ترقی یافتہ معاشرے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے وہ دیا ہوا ہے تو اسکو A ایریا declare کیا جاتا ہے۔ صرف پولیس کے نئے لگانے سے اور لیویز لگانے سے اے اور بی ایریا کی تفریق نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب والا! بلوچستان کے کچھ تاریخی structures ہیں۔ بلوچستان کے کچھ تاریخی اور ساخت ہیں۔ بلوچستان لیویز جو ہے یہ کسی ہماری حکومت نے نہیں بنائی ہے کہ ہم صحیح بیٹھیں ایک لیویز کی نظام بنائیں اور اگلے دن لیویز کی نظام کو ختم کریں۔ اس کی ٹھوڑی سے تاریخی پس منظر میں جاؤں گا جناب والا! 1867ء جب سربراہ سندھ میں، ڈیرہ غازی خان میں ڈپٹی کمشنر ہوا کرتے تھے تو وہاں انہوں نے اس لیویز کے نظام کی ابتداء کی۔ شروع میں کچھ مردی اور بگٹی قبائل کے گھوڑے سوار لیتے تاکہ یہ سرداروں اور تاج برطانیہ کے درمیان یا ان کے نمائندوں کے درمیان یہ ایک دوسرے کو وہ coordination کا، رابطہ کا کام کریں۔ اس کے مقاصد یہی تھے، اس کے بعد جناب والا! 1883ء میں یہ ایک کمیٹی کے ذریعے باقاعدہ یہ منتظری لی گئی کہ بلوچستان میں ایک لیویز کا نظام متعارف کیا جائے تاکہ بلوچستان کے جن علاقوں میں access نہیں ہے یعنی اگر جرائم ہوتے ہیں کسی کو خرجنہیں ہوتی، رپورٹنگ نہیں ہوتی، مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاسکتا یا کہیں پر لوگوں کو تحفظ دینی ہے، لوگوں کا اعتماد بڑھانا ہے تو جناب والا! پھر وہاں 1883ء میں ایک نیا نظام قائم ہوا۔ اور یہ جو 1883ء میں نظام قائم ہوا۔ اس سے پہلے ایک تنظیم اور ایک فورس ہوا کرتی تھی جس کو کہا جاتا تھا بلوچ گاہیڈ کارپس (Baloch Guide Corps) یعنی بلوچ گاہیڈ کارپس 1838ء میں

پہلی افغان war جو تھی اس وقت بلوج گائیڈ کارپس بنایا گیا تھا۔ جو انگریزوں کی رہنمائی کرتے تھے مختلف علاقوں سے۔ گوکہ اس وقت اسکو، فورس کو انگریزوں نے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کیا۔ لیکن یویزاب بلوچستان کی کلچر کا حصہ بن چکی ہے۔ یویزاب بلوچستان کی ثقافت کا حصہ بن چکی ہے۔ بلوچستان یویز جو ہے بلوچستان کے دُور دراز علاقوں میں اعتماد کا ایک نام ہے۔ ایک symbol ہے۔ ٹھیک ہے ہم سب سمجھتے ہیں کہ دنیا تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ امریکہ میں ابھی شیرف کا نظام موجود ہے۔ وہاں شیرف، یویز کی طرز پر منتخب کیا جاتی ہے۔ کینیڈا میں موجود ہے کیونٹی پولینگ پر جناب والا! اقوام متحده کی رپورٹ پڑی ہوئی ہے یہ میرے سامنے کہ دنیا میں سب سے زیادہ ستا اور قابل اعتماد اگر کوئی پولینگ ہو سکتی ہے تو وہ کیونٹی پولینگ ہے۔ یہ یواین اے ہیڈ کوارٹر نیوایر 2018 کی رپورٹ ہے۔ میں بعد میں پڑھ کر کے سناؤں گا ابھی آپ کو۔ اب میں آپ کو چھوٹی سی جناب والا! آسمیں ایک اور آپ کو تفصیل بتاؤں۔ یویز کی گل تعداد اس وقت بلوچستان میں 23 ہزار کے قریب ہے۔ جبکہ پولیس کی تعداد چالیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل ہے۔ پولیس والے ہمارے بھائی ہیں۔ یویز والے بھائی ہیں۔ لیکن اس وقت بلوچستان کا وجود فیصدر قبہ ہے، وہ پولیس کے کمپروں میں ہے۔ جبکہ نوے فیصد علاقہ جو ہے وہ یویز تحفظ فراہم کرتا ہے۔ کنفرم کرتا ہے۔ اور بجٹ کی مردمیں جناب والا! میں آپ کو ایک تفصیل بتاؤں اگئی اپنی رپورٹ ہے میں اٹھا کے لایا تھا تاکہ کم از کم آپ یہ ناکہیں کہ جی! ہم نے غلط اعداد دشمن فراہم کئے۔ اس وقت تقریباً پچیس ارب روپے جو پولیس کو دیئے جاتے ہیں A بریا کی حفاظت کے لئے جو بلوچستان کا صرف دس فیصد رقبہ بتا ہے۔ جبکہ یویز جو نوے فیصد رقبے کے اوپر لوگوں کو تحفظ سیکورٹی اور پولینگ فراہم کرتا ہے اسکو جناب والا! صرف آٹھارب روپے ملتے ہیں۔ اب پچیس ارب روپے یویز کو دے دیں۔ آٹھارب روپے پولیس کو دے دیں۔ ہمیں بلوچستان کی حکومت دے دیں میں آپ کو حلغا طور پر کہتا ہوں بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال وہ دنیا کی سب سے بہترین ملکوں کی طرح ہو جائیں۔ آپ نوے فیصد علاقے پر پولینگ کرنے والی کیونٹی پولینگ جن کو یویز کہا جاتا ہے، جو بلوچی براہوئی پشتون سندھی اور سرائیکی بولتے ہیں، انکو آپ صرف آٹھارب روپے دیتے ہیں۔ ان کو پانچ سال میں ایک وردی نہیں ملتی۔ اُن کو پہنچ کیلئے جوتے نہیں ملتے اور اسکے باوجود آپ یویز پر الزام لگاتے ہیں کہ جی! یویز جو ہے صحیح پولینگ نہیں کر سکتی ہے۔ لہذا ہم انکو ایریا میں شامل کریں گے۔ جناب والا! بلوچستان کی تاریخی ساخت، بلوچستان کی یویز کو تبدیل کرنے کا اختیار ایک کہنیں ہے۔ اگر کوئی substantive debate سنجیدہ سی لانی چاہیے تھی۔ وہ اسمبلی میں لاتے۔ آپ ہمیں بتاتے کہ یہ کیسا آپ کے ذہن میں یہ آیا ہے کہ گواہ میں پینے کا پانی نہیں

ہے۔ وہ ترجیحات میں شامل نہیں ہیں۔ گوادر میں اچھی یونیورسٹی اور کالج نہیں ہیں۔ وہ ترجیحات میں شامل نہیں ہیں۔ گوادر کے نوجوان یورزگار ہیں، بیلہ کے نوجوان یورزگار ہیں۔ ترجیحات میں شامل نہیں ہیں۔ خاران سے لیکر چاغی اور نوٹکی تک کوئی بھی چیز کینٹ کے ترجیحات میں شامل نہیں ہیں۔ all of sudden گوادر کی زمین جو ہے وہ important گوادر کی یویز ختم کر کے پولیس کے حوالے کر دو، یہ حکومت نے جو فیصلہ کیا ہے آپ بلوچستان کی تاریخی، سیاسی، سماجی اداروں پر اس طرح وارثیں کر سکتے۔ اس کا اختیار کسی کو بھی نہیں ہے۔ اس پر آپ اس ہاؤس میں لائیں، debate کریں، ہمیں convince کریں۔ یہ آپ نے یہ پالیسی کیسے بنائی؟ دو ہزار گاڑیاں خریدی گئیں۔ اور جب 2010ء میں ایک حکومت آئی بلوچستان میں نواب محمد اسلم ریسانی صاحب کی یہ اس کا بل پاس ہوا ہے۔ نئے بل کے تحت بلوچستان میں جو ہے یویز کو دوبارہ سے restore کر دیا گیا۔ اور باقی جو بھی پولیس اور یویز کا ایریا تھا، وہ دوبارہ سارا reverse کر دیا گیا۔ کتنے کا نقصان ہوا؟ دس ارب روپے کا نقصان ہوا۔ دو ہزار گاڑیاں لی گئی تھیں۔ آج تک پتہ نہیں چل رہا۔ یہ دوبارہ ایک ہوگا۔ یہ ہر سال بلوچستان کے ساتھ ڈرامہ ہوتا ہے۔ پٹ نیڈر پانی لانے کا ڈرامہ۔ کوئی میں واٹر سپلائی scam کے نام پر گذشتہ چھپر جیکش بنے ہیں۔ جس میں 66 ارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں ابھی سیف سٹی کے نام پر جیکش بن رہے ہیں، ساتھ ارب روپے کے نام پر۔ بلوچستان میں 86% فیصد لوگ غربت کا شکار ہیں۔ نوجوان یورزگاروں کو ابھی آپ کی پولیس کی گاڑیاں اٹھا کے لے جا رہے ہیں۔ کوئی یہ ہماری ترجیحات میں شامل نہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں جناب والا! جو 2010ء میں یویز میں ترا میم ہوئیں اور وہ یہاں سے اس اسمبلی نے ایک proper Bill پاس کیا۔ یہ یویز فورس سے متعلق آپ کا بل۔ آپ اس کے structure cabinet میں اسکی تبدیلی نہیں لاسکتے۔ اس پر تبدیل کا جو حق ہے آپ لوگوں کو قانون سے واقفیت ہے نہ طریقہ کار سے واقفیت ہے نہ بلوچستان کے عوام سے واقفیت ہے نہ بلوچستان کی تاریخی اداروں سے محبت ہے۔ بلوچستان کی تاریخی اداروں کو بہتر بنائیں۔ یویز کو اچھی وردیاں دیں۔ پولیس کو بھی empower کریں۔ ہم پولیس کے بھی حق میں ہیں۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ بلوچستان کی یویز کو ایک ایک کر کے وہ ایک ایک اضلاع کر کے ختم کریں۔ یہ اختیار جو ہے cabinet کے پاس نہیں ہے۔ یہ کل کورٹ میں بھی چیلنج ہوگا۔ کل لوگ سڑکوں پر بھی نکل آئیں۔ یہ جو 23 ہزار یویز جو صرف نو ارب روپے میں ہمیں پڑی ہیں۔ جناب والا! 23 ہزار یویز والے نوارب روپے کا cost، چالیس ہزار پولیس 28 ارب کا cost، یہ کسی اندر ہے اور بہرے کو بھی بتائیں کہ کون ساستا ہے؟ کہے گا یویز سستی ہے نوے فیصد علاقے یہ کسی گونگہ بہرے کو بتا دیں

، امریکہ میں کینیڈا میں ابھی افریقہ سے آیا ہوں، نئے constitutions دنیا میں بن رہے ہیں۔ پولیس کا system ختم ہو گیا ہے۔ بھارے ہاں بلوچستان ایک غریب ministry of home، آپ کے امن و امان کا، آپ کے home and tribal affairs کا بجٹ اسوفت سب سے زیادہ ہے۔ جو 66 ارب روپے تک جا کے پہنچ گیا ہے۔ آپ کے ایجوکیشن کا بجٹ تیس، پینتیس ارب تک نہیں ہے۔ لیکن یہ سارے کامپنی، کھاتے جو یہ سارے آپ ڈالیں بلوچستان ہوم ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ وہ 66 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ یہ غریب صوبہ برداشت کر سکتا ہے اس طرح کے تجربات اس طرح کے ڈرامے۔ لہذا جناب والا! میں آپ کی توسط سے یہ آپ کو کہتا ہوں کہ آپ یہ رولنگ دیں کہ یہ آپ کے بل، یہ آپ کے اس ہاؤس کی ملکیت ہے۔ لہذا یویز کے حوالے سے جو فیصلہ cabinet میں کیے گئے ہیں، وہ اس مل کے بل کے بل کی تاریخی، ثقافتی اداروں کی تباہی کے حوالے سے ایک فیصلہ ہے۔ اس کو اس اسمبلی میں لا کے زیر بحث لایا جائے۔ اگر آپ اسکے حق میں ہیں، اکثریت میں ہو، اسے پاس کریں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ بلوچستان کی تاریخی اداروں کو تباہ کرنے اور بلوچستان کے غریب عوام پر بوجھ ڈالنے والے کون ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوج صاحب! آپ تشریف رکھیں میں کیبینٹ کے ممبروں سے اس بارے میں پوچھتا ہوں۔

جناب شاء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر خوارک): جناب اسپیکر صاحب! ہمارے میر نوید کلمتی بلوج صاحب نگران وزیری پی ایچ ای آفیشل گلری میں بیٹھے ہیں، میں اس ایوان کی طرف ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہم میر نوید کلمتی کو بلوچستان اسمبلی آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب اسپیکر صاحب! اکل جو فیصلہ ہوا ہے یویز کو ختم کرنے کا کوئی، گوادر، سبیلہ اور اس کے بدے وہاں پولیس کا علاقہ بڑھایا گیا ہے یا پولیس وہاں رہے گی۔ ابھی جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ کو یاد ہو اس اجلاس سے دو تین پہلے ایک دن جنگ اخبار میں لکھا تھا کہ کیبینٹ کے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوگا۔ میں نے یہاں یہ point اٹھایا تھا دون پہلے اس دن چیز میں صاحب تھے ہمارے قادر علی نائل صاحب صدارت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ”کہ یہ صرف افواہ ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے“۔ لیکن اب کل ہی اجلاس ہوا ہے اور اس اجلاس میں مجھے پتہ ہے جو کیبینٹ کے اندر کی کہانی ہے، اس کے اکثر ممبران نے اس فیصلے کی

مخالفت کی تھی۔ اور در میان میں کیا ہوا کس کا فون آیا؟ مجھے پتہ ہے اور اس وقت۔ جناب اسپیکر! آپ آرڈران دی ہاؤس۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آرڈران دی ہاؤس۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی جی! میں نے بات کی آپ کو پتہ ہے کہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ اپنی بات مختصر کر دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں میں اپنی بات کرتا ہوں جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھانخان صاحب! آپ سے کچھ پوچھ رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! دیکھیں ایک بہت ہی سمجھیدہ مسئلہ ہے یہ بلوچستان پر اونسل اسمبلی یہ پانچ اپریل 2010ء کو اس صوبائی اسمبلی نے لیویزا کیٹ بنایا تھا اور اس میں اس ایکٹ کے تحت کسی کی بنیٹ کو کسی نوٹفیکیشن کے ذریعے کسی ایگزیکٹیو آرڈر کے ذریعے کوئی یہ نہیں کر سکتا ہے کہ وہ بیٹھ کر کے کسی کے کہنے پر جب پوری کابینہ اس بات پر راضی ناہ ہو وہ جا کر کے یہ فیصلہ کرے جناب چیئرمین۔ ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! زیرے صاحب! اس پر شناہ بلوج نے تفصیلی بات کی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں، نہیں، میں تو اور تفصیل آپ کو بتاؤں گا جناب اسپیکر! اس پر میں آپ کو اور تفصیل بتاؤں گا ایسا ہے کہ اسکے لئے ہم نے جو جدوجہد کی ہے۔ 2003ء میں جب جزل مشرف نے اس وقت لیویز فورس کو ختم کیا، ہم نے جا کر کے آل پارٹیز کا نفرس وہاں بنائی۔ آل پارٹیز کا نفرس نے وہاں جدوجہد کی۔ اور ہماری جدوجہد کے نتیجے میں بعد میں یہ لیویز فورس دوبارہ بحال ہوئی۔ آج ایک بار پھر سازش کی جا رہی ہے۔ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ لیویز یہاں ایک کمیونٹی پولیسینگ کا نظام ہے۔ اور یہ نظام کم از کم ڈیڑھ سو سال سے یہاں نافذ اعمال ہے۔ اور یہ بھی میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ہماری پولیس کا رپس، پولیس ایریا جو کنٹرول کر رہی ہے، وہ بہت ہی کم ہے۔ 10.86 اسکوارن کلومیٹر، آدھے کلومیٹر سے بھی کم پر ایک پولیس والا ہے۔ اور کم از کم تیرہ کلومیٹر پر ایک لیویز والا تعینات ہے۔ اور جرام کی شرح آپ دیکھ لیں جو دس فیصد علاقے میں جو جرام ہوتے ہیں پولیس کے علاقے میں، وہ لیویز کے نوے فیصد علاقے میں وہ کام وہ جرام نہیں ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر! اب بچھلے ڈر حکومت میں ابھی لیویز کی استعداد بڑھانے کیلئے، capacity بڑھانے کیلئے بہت سارے فیصلے کئے گئے۔ اور ان فیصلوں میں سب سے زیادہ لیویز بڑا اڈا کیٹریٹ بنایا گیا۔ یہاں نزدیک ہی ہے پورا اڈا کیٹریٹ بنایا گیا۔ ڈی جی لیویز وہاں بیٹھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی میں ان کا ٹریننگ سینٹر ابھی پایہ تکمیل

کو پہنچ رہا ہے۔ خضدار میں بن چکا ہے خضدار کے ٹریننگ سینٹر میں 3 ہزار لیویز اہلکاروں نے وہاں ٹریننگ حاصل کی ہے اور جو لیویز کا۔ میں بتا رہا ہوں پھر آپ بتادیں۔ یہ میں اپنی پچھلی دور حکومت کی میں بات کر رہا ہوں جناب اپسیکر! لیویز میں اس وقت ان کا quick response force بنی ہوئی ہیں ساڑھے چار سو پانچ سو وہاں نوجوان کمانڈو انہوں نے ٹریننگ کی ہے اور لیویز فورس میں اس وقت انجینئرنگ بنایا ہوا ہے ving investigation ہوا ہے اور یہ سب کچھ۔ اور ساتھ ہی لیویز میں جدید system IT وہاں لاگوں ہیں تمام چیزیں وہاں موجود ہیں اب ایک بار پھر یہ کیوں کوشش کی جا رہی ہے کہ لیویز کو ختم کیا جا رہا ہے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ابھی جب چن، پشین، قلعہ سیف اللہ، لور الائی اور سنجاوی میں جو لیویز کا قتل عام ہوا جو لیویز بیچارے ان کے رسالداران کے لیویز اہلکاروں کی شہادت ہوئی۔ اصل میں یہ سب وہاں اس سلسلے کی گھڑی ہے کہ لیویز کو ختم کیا جائے اور اس کی جگہ کوئی اور فورس آجائے۔ ہماری community policing کے نظام کو ختم کیا جائے۔ جناب اپسیکر! آپ کو پتہ ہے جہاں پولیس جاتی ہے وہاں جرائم ہوتے ہیں آپ کراچی شہر کو لے لیں اتنی پولیس کے باوجود جرائم ہوتے ہیں اس کوئی شہر کا آپ لے لیں کتنے جرائم ہوتے ہیں۔ یہاں ایف سی بھی تعینات ہے اس کے باوجود یہاں کوئی شہر میں اتنے جرائم ہوتے ہیں لیکن ہماری لیویز کے علاقے میں کوئی جرائم اتنے نہیں ہوتے ہیں اب یہ ایک سازش کے تحت جناب اپسیکر! میں آپ کو ایک مزے کی بات بتا دوں۔ تربت ہمارا ایک ڈسٹرکٹ ہے ضلع کچی۔ ان کا علاقہ ہے منداور بلیدہ۔ ضلع آواران کے علاقے دشت گور، جھاؤ، ماشکے اور دیگر اسی طرح ضلع جو پنچوکر کے ہیں اس کے دو تین علاقوں وہ پہلے ہی کتنے سال پہلے ہی پولیس کے علاوہ کیا گیا ہے لیکن آج تک وہاں پولیس نہیں جاتی ہے۔ وہاں تو آپ نہیں جاسکتے ہو۔ وہ ابھی بھی لیویز والے اس علاقوں کو سنبھال رہے ہیں یہاں کوئی شہر آپ جو ہیں ناں کوئی شہر کو نوالہ۔ کوئی آبادی کو آپ نوالہ سمجھ رہے ہو آپ گواہ کو نوالہ سمجھ رہے ہو آپ جو ہیں ناں سیلہ کو یہ چلیں گا میں یہاں ہماری cabinet کے معزز ممبر ان بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی عوام کے نمائندے اپنے آپ کو سمجھتے ہیں وہ اگر انہوں نے ہماری اس جو community policing کا ہمارا نظم ہے اگر اس کو انہوں نے اس کے خلاف جو سازش ہو رہی ہیں اگر آپ لوگوں نے نہیں روکا۔ یقیناً یہ آج جب میں اور ہمارے دوست جو اپوزیشن کے ہیں وہ جس خدشے کا اظہار کر رہے ہیں آج میں بحیثیت ایک ایم پی اے نہیں میں پشوتوخواہ ملی عوامی پارٹی کے نمائندے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں یہ لوگ نکلیں گے۔ سب عوام نکلے گی آپ کی پارٹی کے لوگ بھی نکلیں گے۔ جو آپ کے ہمدردیاں ہیں وہ بھی اس بات کے خلاف ہیں کہ لیویز کو ختم نہیں ہونا چاہیے پوری

تحریک بنے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور یہ تحریک چلے گی۔ جی just a minute۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر میرے خیال سے تفصیلی آپ لوگوں نے بات کی۔ جواب دینے میں تاکہ نہیں اتنے سوالات تو نہیں ہوتے ہیں دو گھنٹے سوالات۔۔۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ جو ایکٹ آپ کے پاس ہیں 2010ء کے اس ایکٹ کے اس قانون کی اس صوبائی اسمبلی کی تو ہیں ہو رہی ہے۔ آپ روکیں اسکو۔ رونگ آپ دیدیں کہ کہنٹ یہ فصل نہیں کر سکتی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ مختصر دو منٹ صرف بات کریں۔ مٹھا خان کا کثر صاحب دو منٹ تشریف رکھیں اصغرترین صاحب دو منٹ صرف بات کریں گے پھر آپ جواب دیدیں۔

جناب اصغر علی ترین: بہت شکریہ۔ مٹھا خان صاحب! آپ کا بھی شکریہ۔ جناب اسپیکر! بہت شکریہ جب یہ گورنمنٹ وجود میں آئی، گورنمنٹ نبی بلوچستان میں تو میرے خیال سے جب پہلا سیشن ان کا ہوا وہ سیکرٹریٹ میں ہوا ہے اور جو پہلا اچنڈا اتحایا جو ایجنسی تھے discuss کرنے تھے ان میں ایک اہم اچنڈا لیویز کا تھا جس پر گورنمنٹ نے یہ موقوف اختیار کیا کہ ہم اس لیویز فورس کو مزید فعال کریں گے انکے basis پر مزید خرچ کریں گے۔ ان کے ہیڈ کوارٹرز کو تعمیر کریں گے اور مزید ترقی اس لیویز فورس کو ہم دیں گے۔ انہوں نے اربوں روپے کا اس ظالم بجٹ کا اقرار کیا تھا کہ ہم لیویز کوارٹروں روپے بجٹ دیں گے بی ایریا کو ہم فعال کریں گے۔ یا اچانک 8 مہینے کے بعد ایک ڈم ایک فضاء قائم ہو رہی ہے کہ بھائی بی ایریا کو اے ایریا میں، اے ایریا میں پولیس میں convert کر رہے ہیں آخر لیویز کا قصور کیا ہے کیا لیویز ڈیوٹی پوری نہیں کر رہی ہے کیا لیویز وہ جوانا کام وہ پورے طریقے یا تجھے انداز سے نہیں دے رہی ہے یا کوئی اس 8 مہینے میں کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس میں لیویز فورس نے کوئی ایسی کارکردگی کی ہو جس پر ایک سوالیہ نشان اٹھتا ہے۔ آخر لیویز نے کیا کیا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! اگر میں اپنے ڈسٹرکٹ پیشیں کی بات کروں ڈسٹرکٹ پیشیں میں area 90 کرتا ہے لیویز پر۔ اور area base 10 کرتا ہے پولیس پر۔ ہمیں مہینوں میں ہفتے میں ہزاروں شکا بیتیں آتی ہیں پولیس کے ایریا سے۔ اور میں اگر آپ کو کہوں ایمانداری سے تو پانچ نیصد شکا بیتیں مجھے لیویز سے موصول نہیں ہوا ہیں۔ دوسرا میں آپ کو بتاؤں کہ اگر ہم چیک پوسٹوں کی بات کریں۔ امن و امان کی ہم بات

کریں کاغذات میں یعنی اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اے ایریا میں جو 10% ہے پشین کا۔ اس میں 8 چیک پوسٹیں ہونی چاہیں جو کہ حاضردم ایک چیک پوسٹ ہے فلکال۔ وہ بھی ایک مل ہے اس کے ساتھ لگایا گیا ہے اس مل کے protection کے لیے۔ اور اسی طرح آپ بی ایریا میں جائے area base 90 ہیں اور میں آپ کو حلفاً کہہ دوں کہ ان میں جتنے بھی 18 چوکیاں ہیں 20 چوکیاں ہیں سب کے سب فعال ہیں ان میں wireless-set available ہیں ان میں نفری ہیں ان میں گاڑیاں کھڑی ہوئی ہیں اپنے مدد آپ کے تخت۔ بی سی صاحب یا اے سی صاحب یا جو بھی انتظامیہ ہیں جو لیویز کو represent کرتی ہیں ان کے توسط سے وہ تمام کا تمام تر فعال ہیں دوسرا میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: ایک منٹ جناب اسپیکر صاحب! بولنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ترین صاحب! کارروائی بھی ساری رہتی ہے آپ لوگ تھوڑی مہربانی کریں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! تھوڑا سامنے اپنا موقوف پیش کروں جناب اسپیکر صاحب! جو لیویز ایریا ہیں اور جوان کے وہاں بھرتی ہیں، وہ لوکل ہیں۔ وہ ایسی معاملات ہیں جو بجائے ایف آئی آر کے بجائے کچھ بری میں بجائے تھانے میں حل ہونے کے وہ اسی چوکی پر حل کرتے ہیں اسی علاقے میں حل کرتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ بلوچستان باقی صوبوں سے ہٹ کر ان کی ایک روایت ہیں اپنے ایک ان کا سسٹم ہے ایک culture ہیں باقی علاقوں سے ہم بہت صوبوں سے ہمارا culture مختلف ہے تو یہ جو بی ایریا کو convert کرنے میں گورنمنٹ سوچ رہی ہے، اے ایریا میں اس کی ہم بھرپور مخالفت کرتے ہیں۔ اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے میں ایک ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں اگر یہ عمل گورنمنٹ نے کیا ہم اس کی مخالفت کریں گے ہم روڈوں پر آئیں گے چوکوں پر آئیں گے اسکی وجہ یہ ہے بجائے یہ کہ آپ اس کو فعال کریں۔ بجائے یہ کہ آپ اس کو مزید ترقی دیں آپ اس کو ختم کرنے کا سوچ رہے ہیں ہم تو جو 10 ایریا ہے پشین کا۔ جو پولیس کو دیا گیا ہے ہم اس سے تنگ ہیں اور آپ 19 ایریا اور پولیس کو آپ دے رہے ہیں نہیں تو ہم کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ترین صاحب۔

جناب اصغر خان ترین: اس کی ہم بھرپور مخالفت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مٹھا خان کا کڑ صاحب! آپ بات کریں اس وقت۔

جناب اصغر خان ترین: تو ہماری گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ (پشتون)

جناب ڈپٹی اسپیکر: ترین صاحب! مہربانی کریں۔

جناب اصغر علی ترین: یہ میری گزارش ہے گورنمنٹ سے کہ اس فیصلے پر نظر ثانی کی جائے اگر عمل ہونے جارہا ہے اس کو فی الفور کھا جائے، بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

میر محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر میں بھی اس پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مینگل صاحب! آپ لوگوں نے بتیں کہ لی ہیں اس پر آپ کی پارٹی ثناء بلوج صاحب نے اس پر تفصیلی بات کر لی مہربانی کریں آپ۔ جی عبدالرحمن گھیران صاحب اس حوالے سے آپ لوگوں کو جو سوالات تھے ان کا جواب دے دیں۔

وزیر خوراک: شکریہ اسپیکر صاحب! پہلے تو ایک چھوٹی سی میری گزارش ہے کہ ہمارے معزز رکن میر طارق مگسی کی wife بہت زیادہ serious بیار ہے تو میں چاہوں گا کہ دعائے صحبت ان کے لیے کی جائے ایوان کی طرف سے۔ تو kindly مولا ناصاحب کو بلا کیں دعا صحت کروائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولا ناصاحب! دعائے صحبت کی جائے۔

(دعائے صحبت کی گئی)

وزیر خوراک: جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ کل کینٹ کی میٹنگ ہوئی اس میں تین اضلاع سبیلہ، گوادر اور کوئٹہ یہاں پر لیویز کو کابینہ نے منظوری دی۔ پولیس میں ضم کرنے کی ختم کرنے کی نہیں ضم کیا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو بھی پتہ ہے اس معزز ایوان کو بھی پتہ ہے کہ بلوچستان کی کیا حالات تھے اور بچھلے دونوں کیا کیا واقعات ہوئے اس میں کوئی شک نہیں کہ لیویز فورس صدیوں سے انگریز کے دور میں پاکستان بننے سے پہلے فیڈرل لیویز کی صورت میں مقامی لیویز کی صورت میں وجود رکھتی تھی جہاں تک پولیس کا سوال ہے ہم نہیں سمجھتے کہ وہ اتنے کابل اتنے بہادر وہ بھی اسی دھرتی کے ہیں لیویز بھی اسی دھرتی کی ہے اور سب سے زیادہ تو victimize کیا چکھلی حکومت میں چادر و چار دیواری۔ یہ سب انہوں نے سب حدیں پھلانگ لیں۔ 14-2013ء سے لیکر 2018 تک۔ آج بھی میری گاڑیاں ناقص ناجائز رجسٹرڈ گاڑیاں پڑی ہوئی ہیں تھانوں میں۔ مسئلہ ہماری گورنمنٹ کا ہے یہ رہا تھا۔ اچھا! اس سے پہلے گزارش

کروں میں کہ جیسے میرے دوست نے کہا کہ اس حکومت کو جاتا ہے کہ جو سیکرٹریٹ میں ہمارا اجلاس ہوا جیسے دوستوں نے کہا ہمارے سی ایم صاحب نے میرے قائد نے۔ یہ پہلا step لیا کہ لیویز کو ہم جدید ترین حالات، ٹریننگ اور جو اسکیل ہوتی ہے ہم کریں گے۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے اقدامات کیے ہیں جن کا نصر اللہ خان ذکر کیا۔ intelligence wing بن گیا۔ اس کے علاوہ جدید wireless system بلکہ جو AIS کے پاس ہوتا تھا location detector آج ہمیں فخر ہے کہ ہماری حکومت نے لیویز کو provide کیا ہے۔ آج QRF بنی ہے quick response force وہ بھی credit ہماری حکومت کو جارہا ہے کہ ہمارے دور میں اُن کو ہر سہولت دے کے آری سے training کرا کے کرا کے جدید آلات کی training کرا کے ہم نے تیار کیا ہے اور ہمارے commando tarining lots انکلنے شروع ہو گئے ہیں۔ اب کل کی بات ہم اس طرف آتے ہیں ہاں کل cabinet میں فخر یہ کہتا ہوں کہ میں نے پولیس کی نشاندہی کی میں نے ایماندار آفیسروں کی نشاندہی کی میں نے بے ایمان آفیسروں کی نشاندہی کی۔ even میں نے کہا G اصحاب بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا کہ یہ جو جہاز سینا لیا ہوا ہے۔ یہ سیر پاٹ کے لئے نہیں ہیں، یہ law and order کے لئے نہیں ہے اس کو نقش کے اس کے پیسے لیویز پر خرچ کریں۔ یا پولیس کو helicopter دے۔ کہ کہیں پر کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو helicopter جاسکتا ہے سینا تو کہا جائے گا خضدار ایئر پورٹ پر اترے گا جناب تربت ایئر پورٹ پر اترے گا گوادر پر اترے گا یہ تین چار جگہوں پر ژوپ میں اترے گا اور کہا جائے گا 33,34 اضلاع ہیں آپ کے لیکن ہمارے لیے مسائل کیا بن رہے تھے لیلیہ coastal area جارہا ہے اس کے ساتھ ہمارا گوادر۔

(اس مرحلہ میں جناب قادر علی نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

میں اپنے دوست نائل کو بحیثیت چیئرمین کریں سنہلانے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکر یہ سردار صاحب!

وزیر خوارک: تو ہمارے لیے مسائل اس وقت ہم سی پیک میں جارہے ہیں پچھلی حکومت نے سی پیک کے حوالے سے جو زیادتیاں کی اس صوبے کے ساتھ۔ یہ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ اُس کا ازالہ کریں کہ کسی بھی طریقے سے انگریزی میں ایک لفظ ہے کہ early harvest سی پیک start ہمارے گوادر سے ہوتا ہے ختم بھی یہیں پر ہوتا ہے پورے بلوچستان گوادر سے لیکر ژوپ سے اس طریقے سے KPK سے ہوتا ہوا چاننا کی طرف جارہا ہے۔ سی پیک کیوں بنا گوادر اس کی بنیادی وجہ ہے۔ اگر گوادر نا ہوتا تو سی پیک نہ ہوتا۔ لیکن ہم سمجھتے

بیں کہ 2013 سے 2018 تک جو early harvest تھی اُس کے مزے کسی اور نے اٹو ٹے جن کا اس سی پیک میں کوئی حصہ ہی نہیں بنتا۔ ہم وہی کے وہی کھڑے رہے خالی اس ایوان میں میں موجود تھا میں ملک صاحب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتا تھا خالی باتوں سے، میٹھی میٹھی باتوں سے ہمیں بہلا یا گیا۔ آج ہمیں فخر ہے شکر الحمد للہ کہ ہم سی پیک۔ جی سر کیا کہہ رہا ہے۔ آپ کا دل بہلا کیتے آپ کو ہم میدان میں دیکھا گئیں گے کہ سی پیک کیا ہے اور ہم کیسے اپنا حق لینا جانتے ہیں۔ آپ لوگ ہمارے ساتھ تعاون رکھیں، میں آپ کو لیکر دکھائیں گے اس بلوجستان کی حقوق کی بات کریں۔ ہم مرکز میں لڑیں گے ہم صوبے میں لڑیں گے۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: order in the House شاء بھائی۔

وزیر خوارک: NFC award پر آرہا ہوں۔

جناب چیئرمین: Chair کو مناطب کریں۔ جی سردار کھتیر ان صاحب مختصر کریں۔

وزیر خوارک: جناب چیئرمین صاحب! اُسی طرف آجاتا ہوں۔ پے در پے ایسے واقعات یہ دو تین districts میں ہوئے جس کی responsibility کوئی قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ پچھلے دونوں ہمارے فورسز کے بندے شہید ہوئے اسی طریقے سے مختلف واقعات ہوئے۔ جہاں پوچھا جاتا تھا کہ بھی آپ کا areaal ہے۔ وہ کہتا تھا نہیں لیویز کا ہے۔ لیویز کہتی ہے پولیس کا ہے۔ 35 کہتا ہے 36 کا ہے 36 کہتا ہے 35 کا ہے۔ تو مجبوراً ہم اچھا پہلی بات یہ ہے کہ ہم یہ یقین دہانی کرتے ہیں کہ بلوجستان سے لیویز ختم نہیں ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجبوراً ہمیں یہ دو تین districts کیونکہ ہمارا اس وقت back bone گواہ بنا ہوا ہے جہاں سے ہم نے اُس کو کیش کر کے اپنے بلوجستان کو ترقی دینی ہے۔ through NFC award کا حوالہ آتا ہے کہ ہم کی بات ہے وہ جب آئے گا آپ دیکھیں کہ ہم اُس میں کیا fight کرتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ہم نے ہماری کابینہ نے کل یہ دو تین districts میں لیویز کو ختم کیا ہے پولیس میں۔ میں پھر دو ہراوں گا کہ پولیس کے سر کے اوپر سرخاب کے پر نہیں لگے ہوئے۔ کہ وہ law and order کو۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک ادارے کے پاس ذمہ داری چلی جائے۔ ہمارا مقصد پولیس کا لیویز یا الیف سی یا آرمی یا فلاں نہیں ہے جناب چیئرمین صاحب! ہمارا بینادی مقصد یہ ہے کہ اس بلوجستان میں امن قائم ہو۔ امن قائم کرنے کے لیے حکومت کو کچھ اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ لوگوں کے تحفظ کے لیے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کے لیے projects کے لیے، نئے بلوجستان کے لیے ترقی پذیر ترقی آفٹہ تو میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ ترقی پذیر بلوجستان کے لیے یہ

ہماری ایک کوشش ہے کہ ہم جہاں جہاں سے ہماری life-line ہے۔ گودار ہماری اس وقت life-line ہے ان گیا ہے تھی پیک ہماری life-line ہے اور ہم fight کر رہے ہیں انشاء اللہ عملی طور پر ہم دیکھیں گے۔ تو ہمیں مجبوراً دو تین districts میں لیویز کو پولیس میں خصم کرنا پڑا۔ یہ حرف آخر نہیں ہے انشاء اللہ میں ذمہ داری سے اور جیسے میرے دوستوں نے کہا۔ کہ کل وہاں شاید cabinet میں مخالفت ہوئی ہو گی چند لوگوں نے کی ہو گی may be میں نے بھی کی ہو گی اور دوسرے نے بھی کی ہوتی رہے نے بھی کی ہو وہ اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن ایک بلوچستان کی خوشحالی کے لیے بلوچستان کے ترقی کے لیے ممکن ہے کہ ہمیں یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑا ہو۔ اور اس کی بہت ساری وجوہات یہ ہیں کہ جس کی بنابریہ دو تین district ہم نے۔ اور میں یہاں گزارش کروں لبیلہ district کی بات ہوتی ہے، اس کا already major area پولیس میں ہے گودار ہے جیونی forces اور اس کا محلہ چند جگہ ہے باقی ساری پولیس اور باقی آپ لوگوں کو بھی پڑتا ہے۔ تو یہ کوئی اتنا خدا نخوستہ اتنا بڑا قدم ہم نے نا بلوچستان کو بیچا ہے نا۔ ہم نے بلوچستان کا کسی اور پرسودا کیا ہے۔ اگر لیویز کو ہم نے پولیس میں خصم کیا ہے تو پولیس کون ہے پولیس بھی اسی دھرتی کی ہے اسی دھرتی کی سپوٹ پولیس میں ہیں سوائے چند ایک کالی بھیڑوں کے۔ باقی تو سب ادھر کے ہیں۔ تو وہی لیویز والے اُسی کی seniority اُسی کا سارا سلسلہ اُسی کا وہی احترام انشاء اللہ ہم guarantee دیتے ہیں۔ آپ کو صوبائی حکومت guarantee دیتے ہے کہ اُس کی ہر ہر چیز کا تحفظ کیا جائے گا نا اُن کو نوکریوں سے نکلا جائے گا نا، وہ باضابطہ ایک force سے دوسری force آپ کے BC سے پولیس، پولیس سے BC دونا م ہیں۔ اس پر تو کبھی کسی نہیں کہا کہ پانچ BC والے district پولیس میں کیسے چلے گئے یادیں district پولیس والے BC میں کیسے آگئے۔ آج اس کو یا اتنا serious issue نہیں ہے میری اپوزیشن سے گزارش ہے۔ بات کرنے دیں اختر جان مجھے بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! تھوڑا سا مختصر کریں۔

وزیر خوارک: تو گزارش یہ ہے کہ لیویز بھی ہماری ایک force ہے قربانی دی ہوئی force ہے چند دن پہلے علی کٹائی میں جو لیویز نے قربانی دی ہے جو شہید ہوئے ہیں ان کا کوئی ازالہ نہیں ہے ان کی کوئی قیمت نہیں ہے جو اس دھرتی کے لیے اس سر زمین بلوچستان کے لیے انہوں نے اپنے خون سے آبہاری کی ہے۔ ہم اُن کو سرخ سلام پیش کرتے ہیں اور آج اگر ایک force دوسری force میں خصم کی جا رہی ہے کسی کو ختم نہیں کیا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے ہم نے ڈائریکٹوریٹ بنایا ہے آپ دیکھیں گے کہ اس کے wings ہم مضبوط

کر رہے ہیں آپ دیکھیں گے کہ ان کے لیے ہم جدید آلات خرید رہے ہیں آپ کو ایک ایک چیز انشاء اللہ بہت جلدی آپ کو thank you very much on ground ملے گی۔

جناب چمیر مین: کس موضوع پر اسی لیویز کے حوالے سے۔ اس پر میرے خیال آپ لوگوں کا موقف آگیا ہے وہ پھر حکومتی کی بنیٹ کی طرف سے بھی جواب آگیا۔ لیکن مختصر تھوڑا اسا اختر لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: میں بالکل مختصر دو چار باتیں کروں گا۔ تو جناب والا! شکر یہ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں کہ جس طرح کہا گیا بات کی گئی اُس طرح نہیں ہیں معاملات اور چیزیں اُس طرح نہیں ہیں۔ یہ تجربہ ہم نے مشرف کے دور میں بھی کیا یہ وہ بلوچستان تھا جس کا امن مثالی تھا پورے پاکستان میں۔ میں ریکارڈ کی باتیں کر رہا ہوں جناب والا! آج آپ ریکارڈ مانگوں 2002ء سے پہلے ہمارے ان اضلاع میں پورے بلوچستان میں جن کو area B کہا جاتا ہے جن کو لیویز area crime کہا جاتا ہے۔ اُن میں 2002ء سے 2010ء تک جب ان کو ہم نے پولیس کے حوالے کیا۔ لیویز کو ختم کر دیا۔ اُس وقت یہاں crime ریشو کیا ہوئی اغوا برائے تاوان جیسے جرائم کو ان علاقوں میں کوئی جانتا نہیں تھا۔ ان علاقوں میں وہ جرائم ہونے لگے۔ گھروں میں نقب زندگی ڈاکر کر زندگی۔ ہمارے ان روایاتی علاقوں میں کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کیسے کے گھر کی چار دیواری بچلاند کے چوری کی نیت سے گھساجائے۔ یہ تمام واقعات ہونے لگے منشیات فروشی یہ تمام واقعات یہاں شروع ہو گئے۔ اور جناب والا! 2010ء کے بعد جب اُس وقت کی حکومت نے یہ محسوس کیا یہ ہم نے یہ تجربہ ہمارا بڑی طرح flop ہو گیا۔ ہمارے یہ تمام علاقے بدامنی کے گڑھ بن گئے جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ بن گئی

نت نئے جرائم جو ہے ہمارے معاشرے میں introduce ہونا شروع ہو گئے۔ تو انہوں نے اُس وقت اس ضرورت کو محسوس کیا کہ لیویز کو دوبارہ بحال کیا۔ B-areas کو دوبارہ انہوں نے بحال کیا اور ان کا control ہوئے دوبارہ جب لیویز کے ہاتھ دی گئی۔ تو آپ نے دیکھ لیا کہ پورے بلوچستان سے وہ تمام جرائم ختم ہوئے۔ 2010ء سے ابھی تک اور 2002ء سے 2010ء کی آپ ان علاقوں کا data نکال لیں اُن کا سروے force نکال وہ روپریس خود آپ کو بتائیں گی کہ آپ کی effective force کون سی تھی۔ جناب والا! ہم کسی force کے خلاف نہیں ہیں اب سردار صاحب نے ایک دو واقعات کا ذکر کیا یہ واقعات کیا پولیس کے ساتھ نہیں ہوئے۔ لعل کثائبی والے واقعے کا سردار صاحب نے ذکر کیا۔ کیا یہاں police line کے اندر وہ واقعات نہیں ہوئے جس میں ہمارا ایک انتہائی قابل SP سنبھل صاحب شہید ہوئے۔ اب اگر یہاں پولیس کے ساتھ یہ واقعات ہوئے تو کیا ہم پولیس کو ختم کر کے ہم کسی اور force کی طرف جائیں گے۔ کیا پولیس کو ہم FC میں ختم

کر دیں۔ تو جناب والا! اعلیٰ کشائی واقعہ خپدار، وڈھ والی چیک پوسٹ پر جو لیویز والوں کی ساتھ جو واقعات ہوئے اُن میں ملزمان جو ہیں وہ nominate ہیں۔ آپ نے بجائے اُن کے خلاف کارروائی کرنے کے آپ نے لیویز کو unaffected force قرار دیدیا۔ اور جناب والا! یہ چیزیں ریکارڈ کا حصہ ہیں۔ کہ جب کچھ کا SP areas کا چیزیں کا ذکر کیا ممتد، تمب، بلیہ ان کو جب convert کیا گیا پولیس میں تو اُس وقت کا DP کچھ جو ہے وہ یہاں سے تمپ چلا گیا تسلیم سے وہ واپس کچھ آنے کے لیے محتاج تھا اور لیویز force کو ڈھونڈ رہا تھا کہ مجھے واپس کچھ لایا جائے۔ جب ایک پولیس والا جب district کا پولیس کا ذمہ دار جس کو DPO کہا جاتا ہے جب وہ اپنی ایک تخلیص سے دوسری تخلیص میں وہ جا کے وہ stuck ہو جاتا ہے۔ وہ واپس اپنے head queater تک آنہیں سلتا۔ تو وہ مجھے کیا تحفظ فراہم کرے گا۔ جناب والا! خامیاں پولیس میں بھی بہت ہیں۔ میں تین سے سال سے اسی کوئٹہ شہر کے اندر ایک چھوٹا سا ہمارا علاقہ ہے کلی اساعیل جس کو کہتے ہیں تین سال سے میں CCPO کے ساتھ weekly basis کے ساتھ رابطے میں ہوں 6 ملزمان ہیں جو وہاں پر نشیات کا کاروبار کرتے ہیں 6 ملزمان ہیں اُن کے نام ولدیت اور اُن کی جائے سکونت اُن کے گھر اُن کے کارندے، سب میں پولیس والوں کو باقاعدہ fiscally اُن کے ساتھ جا کے اُن کو دکھائے ہیں۔ تین سال سے تو یہ 6 بندے کنٹرول نہیں ہو رہے ہیں۔ اتنے بڑے بلوچستان کو آپ کیسے کنٹرول کریں گے۔ تو جناب والا! اس میں پوری دنیا میں یہ مسلمہ اصول ہے جو پوری دنیا کے سیوالائز ممالک ہیں اُن میں ابھی بھی کیمنٹی پولیس کا نظام چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین: اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی ہماری پانچ قراردادیں رہتی ہیں۔

میرا خڑھیں لاؤ: جناب چیئرمین! میں بات اپنی complete کر لوں۔ تو جناب والا! لیویز ختم، ابھی سردار صاحب نے کہا کہ سی پیک کی وجہ سے ہم نے کیا ہے۔ سی پیک کی وجہ سے آپ گوارد کیلئے پانی لے لیتے۔ آپ کیا اُن کے کہنے پر do more، do more کرتے جا رہے ہو۔ وہ do more کا مطالبہ کرتے ہیں، لیویز کو ختم کریں، کل وہ بولیں گے کہ بلوچستان اسمبلی ختم کر دو آپ نے وہ بھی کر دینا ہے۔ تو آپ سی پیک کے حوالے سے بلوچستان کے جو rights ہیں آپ وہ لے لیں جائے اس کے کہ آپ اپنے اداروں کو ختم کر رہے ہیں، آپ کے بہترین affective force ہیں آپ اُس کو ختم کر کے دوبارہ اُس دلدل کی طرف

اپنے آپ کو دھکلنے جا رہے ہیں۔ جس سے پہلے آپ نے کوئی خیر نہیں اٹھایا ہے تو آپ آگے جا کے کیا خیر اٹھائیں گے اُس سے تو بہتر یہ ہے کہ آپ سی پیک کے حوالے سے خیر کے کاموں کی طرف جائے۔ گوادر کو پہلے سی پیک کے حوالے سے پانی دلوائیں، گوادر کو پہلے بجلی دلوائیں۔ گوادر میں پہلے صحت کی سہولتیں لے آئیں۔ گوادر میں پہلے تعلیم کی سہولتیں لے آئیں۔ گوادر میں پہلے مریضوں کو ادویات پہنچائیں اُس کے بعد اگر یہ تمام چیزیں ہو گئیں، پھر اگر جناب چائنا صاحب یا کوئی اور صاحب ہمیں یہ dictation دے دیں کہ جی آپ نے لیویز اور پولیس سب کو ختم کر کے سب کے اختیارات ایف سی کے حوالے کرنے، ہم اس پر بھی سوچنے کیلئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ اختر لاٹگو صاحب۔ قرارداد میں یہ پانچ قرارداد میں ہماری رہتی ہیں۔ ثناء بلوچ اپنی قرارداد پیش کریں گے۔ اصغر تین صاحب آپ بات کر کچے ہیں اس موضوع پر اور تفصیل سے بات کر کچے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: میرا ایک سوال ہے جناب چیئرمین! میرا ایک سوال ہے سردار صاحب سوال یہ ہے کہ ایک طرف سے گورنمنٹ یہ کہہ رہی ہے کہ لیویز فورس کو ختم کیا جائے۔ دوسری طرف سے جناب اسپیکر! یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے ایک letter issue ہوا ہے 26 فروری 2019ء کو۔ اس میں لکھا ہے۔

جناب چیئرمین: ثناء بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب اصغر علی ترین: میرا ایک سوال ہے۔ 26 فروری 2019ء کو گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے ایک letter issue ہوا ہے اُس میں یہ ہے:

requesting for filling of 32 posts of Assistant investigation officers B-16 in the Balochistan Levies Force.

ایک طرف سے یہ لیویز فورس کیلئے اشتہار دے رہے ہیں کہ اسامیاں خالی ہیں، گریڈ 16 کیلئے اور ایک طرف سے ختم کرنے کیلئے بات کر رہے ہیں۔ یعنی ان کا کوئی پلانہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ 15 منٹ نماز کیلئے وقفہ کر دیتے ہیں۔

(15 منٹ کیلئے نماز کا وقفہ ہوا)

(اس مرحلہ پر دوبارہ اجلاس ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم۔ شکریہ۔ جی جناب ثناء بلوچ صاحب۔ جی کارروائی بہت زیادہ رہتی ہے مہربانی کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر! میری قرارداد نمبر ہے 41۔ پیش کرنے کی اجازت ہے، پڑھ کے سُنا دوں؟۔۔۔ (مدخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اپسیکر: کورم کی نشاندہی کر دی ہے نا۔ 5 منٹ تک ہم گھنٹیاں بجاتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں نہیں۔ نہیں کیا ہے ایسے ہی انہوں نے کیا۔ نشاندہی اس طرح نہیں ہوتی۔ سارے ممبران نماز کیلئے گئے ہیں اردو گرد ہیں آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: چلیں چلیں بسم اللہ کریں کورم پورا ہو گیا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: Thank you۔ جناب والا! قرارداد نمبر 41۔ ہرگاه کہ پوری دُنیا میں معدوروں کی فلاح و بہبود کیلئے اہم اقدامات کئے جاتے ہیں لیکن وسائل سے مالا مال بلوچستان میں معزول رین persons with disabilities کے حوالے سے محض رسمی پالیسی کے علاوہ کوئی سنجیدہ اقدامات نہیں کئے گئے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ بلوچستان کے تمام معدور افراد کو ماہانہ وظیفہ 10 ہزار روپے electric wheelchair تعليم اور تربیت اور کاروبار کے خصوصی موقع فراہم کر کے انکو معاشرے میں برابری کا مقام دلائے جائیں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر! ایک تکلیف دہ جو عمل ہے ہمارے ہاں، بلوچستان میں تقریباً اس وقت کوئی ایک لاکھ چھیالیس ہزار یا ایک لاکھ پینتالیس ہزار کے قریب بلوچستان میں معدور افراد ہیں ہماری ایک کروڑ میں لاکھ کی آبادی میں ایک لاکھ اور یہ اعداد و شمار disabled population by Nature کا، جس سے یہ یا 46 لاکھ ہزار یہ ہے bureau of statistics کا of disability Balochistan یا لیا گیا ہے۔ یعنی بلوچستان میں ایک لاکھ 46 ہزار ایسے افراد ہیں جو کسی نہ کسی طرح کے معدوری کے شکار ہیں۔ یا کافیوں سے بہرے ہیں آنکھوں سے اندر ہے ہوں گے ہاتھ سے معدور ہو گئے پاؤں کی معدوریت ہو گی۔ لہذا انکو معاشرے کا کس طریقہ سے کارآمد شخص بنایا جائے؟ ہم ان اسمبلیوں میں یہ وزگاری کی بات کرتے ہیں تمام معاملات کی بات کرتے ہیں لیکن یہ ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں یہ ہمارے جان و جگہ ہیں یہ ہمارے اولاد ہیں۔ کسی ماں کے فرزند ہیں کسی باپ کے بیٹے ہیں کسی ماں کی بیٹیاں ہیں یا کسی کی بہنیں ہیں کسی کی بیویاں ہیں تو یہ جو ہے انکو معاشرے میں ایک برابری کا مقام دلانا احساس دلانا کہ ہم انکو انسانیت اور عزت دیتے ہیں۔ نصیب صاحب! تھوڑا سا order۔ یہ ہمارے لئے ہماری ترجیحات میں شامل ہونا چاہیے تھا کیوں کہ ہمارے

آئین میں بھی مساوات کی بات کی گئی۔ اسلام میں مساوات کی بات کی گئی ہے کہیں پر بھی اسلام میں یہ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا گیا کہ اگر آپ مساوات کریں گے تو اپنے قدکھاٹ کے آدمی کے ساتھ کریں گے ثابت اور سالم آدمی کے ساتھ کریں گے جس کے ہاتھ پاؤں سلامت ہو، یا اُس کی آنکھیں ہو کہیں پر بھی آپ کو یہ تفریق نہیں نظر آئی گی، بات ہوئی ہے انسان کی اور جب ایک انسان اس معاشرے میں جنم لیتا ہے یہ قدرت کی طرف بیماریوں کی وجہ سے کافی چیزوں کی وجہ سے disabilities ہوتی ہیں اور اس کی وجہات یہ ہے کہ ہمارے ہاں صحت کی اچھی سہولتیں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House

جناب ثناء اللہ بلوچ: ہمارے ہاں صحت کی اچھی سہولتیں نہیں ہیں۔ ہمارے ہاں وقت پر لوگوں کو پولیوارور injections کے لیکے نہیں لگائے جاتے۔ ہمارے ہاں وقت پر ڈاکٹر زمہان نہیں ہیں ہمارے ہاں دُور دراز کی آبادی ہے تو لہذا ایسے معذور افراد کا خیال داری اس ایوان کا فرض، اور رمضان شریف آنے والے ہداجانتا ہے کہ یہ بہت ثواب کا کام ہے جتنے لوگ بیٹھے ہیں بڑے غور سے سنیں۔ دوسری بات یہ جناب والا! جب معذور کوئی ہوتا ہے تو حکومت پاکستان نے ایک طریقہ کارنا فنڈ کیا ہے کہ وہ registered ہوتے ہیں سینٹر ہوتے ہیں کہ آپ کیسے رجسٹر جب تک نہیں ہوتے آپ پاکستان کے books میں official record پر آپ کی CNIC پر شناختی کارڈ پر آپ کو معذور نہیں لکھا جاتا۔ اور معذور سے متعلق جو بل ہے یہاں ہمارے پاس اُسکے فوائد سے جو ہے اُن سے کسی قسم کے فوائد بھی حاصل نہیں ہو سکتے اور یہ بل ہمارے سامنے پڑا ہے یہ بلوچستان اسمبلی کا 8 جون 2017ء کا approved کیا ہوا ہے۔ اب میں آپ کو بتاؤں کہ ایک لاکھ چھیالیس ہزار معذوروں میں سے بلوچستان میں یہ معذور کے رجسٹر ٹو تعداد 13 ہزار 7 سو ایکس ہیں۔ یعنی اس وقت بلوچستان میں 1 لاکھ تین ہزار ایسے افراد ہیں جو معذور کی حیثیت سے رجسٹر ڈبھی نہیں ہوئے اور یہ سب ہمارے اور آپ کے رشتہ دار ہو سکتے ہیں بھائی، بہن بھتیجے ہو سکتے ہیں۔ آپ کے دوڑ ہو سکتے ہیں آپ کے علاقے کے آپ BAP کی حیثیت سے نمائندوں کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ اب یہ ensure کریں کہ ایک لاکھ چھیالیس ہزار معذور جو ہیں وہ بالکل باقاعدہ رجسٹر ڈ ہونے چاہیے تاکہ اس مل میں جو بھی مراعات اُن کیلیے وعدے کئے گئے ہیں وہ وعدے وہی پورے ہوں۔ تو جناب والا! اس پر آپ کی معلومات کے مطابق ہمارے پاس صرف، سربا یہ آپ کے محکمے سے متعلق ہے نصیب اللہ مری صاحب۔ تو جناب والا! اس میں صرف 33 اضلاع میں سے صرف 6 اضلاع میں معذوروں کی registration ہوئی ہے باقی بلوچستان کے کسی

اصلاح میں بھی معذوروں کی registration نہیں ہوئی۔ تو اس پر انہوں نے جو 2017ء کا جو بل ہے اُس میں کافی طریقہ کار دیا گیا ہے اب یہ کیا وجہ ہے؟ کہ 16 اصلاح میں ایک لاکھ چھیالیس ہزار میں سے صرف ہمارا تیرہ ہزار معذور رجسٹرڈ ہوئے باقی رہ گئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب والا! معذوروں کی registration کا طریقہ کار بہت complicated ہے جس طرح زمیندار بیچارے کو تکلیف اور مشکلات کا سامنا ہے، ایک connection کیلئے پہنچنے پاپڑ بلنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح ایک معذور شخص کو پاکستان میں اپنے آپ کو معذور ثابت کرنے کیلئے بھی اندازہ لگائیں، یہ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ جا کے اس کو تلاش کریں اور اُس کو رجسٹر کریں اور اس کو شناختی کا روڈ دے دیں۔ ایک معذور شخص کو اپنے آپ کو معذور ثابت کرنے کیلئے بھی بہت پاپڑ بلنے پڑتے ہیں اسکو کتنے مراحل سے گزرنा پڑتا ہے۔ جناب والا! اُس پہلے سو شل ویفیر کے آفس جانا پڑیگا۔ نہیں یہ طریقہ کار ہے procedure for disability confirmation certificate، اس میں آپ کو سب سے پہلے سو شل ویفیر آفس جانا پڑے گا۔ پھر اسکے پاس آپ کو کسی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جانا پڑیگا، وہ آپ کو ایک کاغذ دیں گے یہ معذور بیچارا آپ اندازہ کریں اگر اس کا کوئی بھائی نہیں ہے اُس کی کوئی بہن نہیں ہے اُسکے ماں باپ پڑھے لکھنے نہیں ہیں یہ معذور اس کا غذ کو سو شل ویفیر سے اٹھاتے ہوئے کسی تحصیل سے آ کر ڈسٹرکٹ اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں لنگڑا لو لا، بہرہ کوئی کچھ بھی ہو سکتا ہے، وہ پھر تاپھر تا جا کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں جائیگا ثابت کریگا، ڈاکٹر اسکو کہیں کہ جی، یا وہ آیگا BMC میں، نہیں DHQ میں آپ جائیں گے وہ معذور کو کہے گا تم اب جاؤ BMC کوئی۔ وہ اُس کو ادھر سے refer کریگا۔ یہ معذور اب سوچھے، تھوڑا سا تصور کریں اسکو dramatize کریں وہ معذور بس میں بیٹھے گا، کہاں سے اتنا کرایہ دیگا؟ وہ آیگا BMC یہ ثابت کروانے کیلئے کہ میں معذور ہوں تو BMC نے آ کے جناب والا! وہاں اُسے کیا کہیں follow the instructions of nominated Doctor which takes at least one month یعنی ایک مہینے تک ڈاکٹر آپ کے کانفڑات کی تصدیق کریگا اور پھر آپ ایک مہینے کے بعد آئیں۔ جب ایک مہینے کے بعد آئے گا تو اس کے بعد completion of procedure visit Social Welfare Office and submit the report سو شل ویفیر کے آفس میں اور report submit کریں جو آپ کو BMC سے ملی ہے۔ اب اس کے بعد یہ کہتا ہے within three to four months، یہ بڑی معلومات کی چیزیں کام آئیں گی کسی دُنیا کے مجلس میں محفل میں سُن لیا کریں۔ ایک معذور انتظار کرے تین within three to four months

سے چار مہینے میڈیکل بورڈ کے فیصلے کا، یہ بندہ معذور ہے یا معذور نہیں ہے۔ اس کے بعد جناب والا! after the approval of Medical Board چار مہینے کے بعد اگر بورڈ، قسمت ہے اُس غریب کا، اُس معذور کا، چار مہینے کے بعد بورڈ اگر فیصلے دے تو اُس کو مزید ایک مہینہ انتظار کرنا پڑے گا کہ سو شل ویلفیر ڈپارٹمنٹ اُس کو ایک مہینہ اور لے گا کہ اُس کو ایک certificate دے کہ جی یہ معذور ہے۔ اُس کے بعد یہ جایگا پھر NADRA، نادرا میں پھر کتنا عرصاً لگے گا کہ اُس کا شناختی کارڈ پر وہ معذوروں والا! sticker لگے۔ اتنے تکلیف دہ عمل سے جناب والا! اس procedure سے معذور کو اس ملک میں گزرنा پڑتا ہے اپنے آپ کو معذور ثابت کرنے کیلئے۔ اندازہ کریں روزگار کیلئے نہیں روٹی کیلئے نہیں کسی فائدہ کیلئے نہیں۔ اور ابھی چھوٹی سی اس میں بات یہ ہے کہ ہم نے جب میں propose کر رہا تھا۔ دیکھیں! جب ایک لاکھ چھیالیں ہزار اگر ہمارے پاس معذور ہیں بلوچستان میں تو اگر یہ حکومت، ابھی ہم بات کر رہے تھے لیویز کی پولیس میں ضم کرنے کے حوالے سے پانچ ارب روپے کا اخراجات آئیں گے۔ لیویز کو پولیس میں ضم کرنے کے لئے آپ کو چار سے پانچ ارب روپے تک کا خرچ آئیگا۔ جب آپ وردیاں تبدیل کرنے کیلئے پانچ سے چھارب روپے خرچ کرتے ہیں جو اوندھتا رک تعالیٰ نے ان معذوروں کو اس ملک میں جب لایا ہے، ہمیں اور آپ کو حاکم بنایا ہے، ہمیں اور آپ کو منتخب نمائندہ بنایا ہے اگر آپ ایک لاکھ چھیالیں ہزار گو کے رجسٹر ڈسٹریکٹ تیرہ ہزار ہیں، تیرہ ہزار کو آپ دس پر اگر آپ ضرب دیں تو کوئی تیرہ سے چودہ کروڑ روپے بن جاتے ہیں سال کے کہ آپ جو ہیں معذوروں کو اگر مہینے کے دس ہزار روپے دیں۔ اگر آپ ان معذوروں کو یعنی ایک لاکھ چھیالیں ہزار چار سو اکیس معذوروں کو دس ہزار روپے دیں۔ تو یہ جناب والا! زیادہ سے زیادہ ایک ارب چھیالیں کروڑ بیالیں لاکھ روپے بنتے ہیں۔ ایسا صوبہ جس کے پاس تیل ہو، گیس ہو، سمندر ہو، سی پیک کے وعدے ہوں، ایسے صوبے میں جو اوندھتا رک تعالیٰ نے مالا مال کیا ہے ہو سکتا ہے انہیں معذوروں کی بد دعائیں ہیں کہ تاکہ بلوچستان میں ہم آگے نہیں بڑھ رہے ہیں ہماری حکومتیں بھی معذور ہیں ہمارے system بھی معذور ہیں ہمارے ادارے بھی معذور ہیں ہمارا طریقہ کار بھی معذوروں جیسا ہے، رفتار ہماری slow ہے۔ تو لگ یہی رہا ہے کہ ہم نے اپنے معذوروں کو اپنے ان لوگوں کو اپنے سینے سے نہیں لگایا۔ ایک ارب چھیالیں کروڑ روپے آپ کو ضرورت ہے اور وہ میں دونگا! بھی یہاں کوئی بات کر رہے تھے کہ جی بلوچستان میں پیسے نہیں ہیں زمیندار کیلئے۔ اور زمیندار جو ہے، عارف جان صاحب میرے دوست ہیں بھائی وہ کہہ رہے تھے کہ واپٹا والے بدمعاشی کرتے ہیں آپ مجھے ایک دن کیلئے CM بنائیں۔ حُدَا کی قسم بلوچستان میں واپٹا تو اپنی جگہ ہے پاکستان میں کسی بھی ادارے نے، ایک

دن کافی ہوتا ہے اچھی حکمرانی کیلئے ایک ہزار سال کی حکمرانی سے ایک دن کی حاکی بھی ترقی اور تغیر لاسکتی ہے۔ اب میں بتاؤں گا میں نے کچھلی دفعہ یہ کہا تھا کہ اگر بلوجستان میں کچھ فیصلے کر لیں زمینداروں کی میں خشک سالی کے حوالے سے میں قرارداد لایا تھا میں نے کہا۔۔۔ (مداخلت) شاید آپ لوگ مجھے کچھ زیادہ عرصے کیلئے بنادیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت) بات کرنے چھوڑیں۔ سلیم جان چھوڑیں۔ میں فلمیں دیکھتا شاید اس وقت تو میں وزیر اعظم بھی بن چکا ہوتا۔ ہم حقیقت دیکھتے ہیں حقیقت بولتے ہیں اس لئے ہمارے لئے سارے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ تو جناب والا! میں نے جب یہ زمینداروں کا مسئلہ خشک سالی پر ہم لائے تھے قحط سالی پر لائے تھے میں نے کہا ECNEC میں جائیں میں جائیں۔۔۔ (مداخلت)

وزیر مواصلات و تعمیرات: امیدوار وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: ہم میں سے کوئی بھی بنیں، آپ بنے حکومت دے دیں ہم جانے جناب والا! اب تھوڑا سا serious ہوتے ہیں۔ دیکھیں ہم نے جب آپ کو کچھلی دفعہ کہا کہ ایک سال میں یہ بلوجستان کی حکومت ایک دن وفاق کے پاس نہیں گئی بلوجستان کا مغضوب کیس اٹھا کے، زمیندار خشک سالی سے مر رہے تھے۔ ہم نے قرارداد پاس کی۔ اُس پر کہا گیا کہ ہم جائیں گے ہم ایک روپیہ زمینداروں کیلئے نہیں لاسکیں۔ پھر اسکے بعد زمیندار جو ہیں بھوک سے مر رہے ہیں اب غریبوں، یہ معذوروں کیلئے میں آپ کو پانچ چھوڑہ کونے بتاؤں گا کہ آپ کہا سے لائیں گے صرف آپ میں اتنا commitment ہونی چاہیے کہ آپ کہیں کہ ہم نے معذوروں کیلئے ماہانہ دس ہزار روپے سو شل سیکورٹی سیفٹی نیٹ کے تحت یعنی سماجی تحفظ کا ایک نظام بنانا ہے معذوروں کیلئے میں آپ کو کانچے کونے بتاؤں گا آپ اُدھر سے لاسکتے ہیں۔ جناب والا! پاکستان میں دو تین ایسے ادارے ہیں جن کو سو شل سیکورٹی سیفٹی نیٹ کے طور پر کہا جاتا ہے ایک ہے بیت المال۔ دوسرا ہے بنیا گیا بنی نظیر انکم سپورٹ پروگرام سالانہ تقریباً کوئی 88 ارب روپے کے قریب رقم وہ پاکستان میں تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ تقسیم کا طریقہ کار اسلام کے برخلاف ہے دین کے برخلاف ہے شریعت کے خلاف دنیا میں کہیں پر زکوٰۃ جو ہے پاکستان میں آبادی کی بنیاد پر تقسیم ہوتی ہے۔ دنیا میں، قرآن پاک اٹھا کر دیکھیں، احادیث شریف اٹھا کے دیکھ لیں، آپ تمام مذہبی اور دینی علوم اور فتوے اٹھا کے دیکھ لیں، ہر جگہ پر یہی ہے کہ زکوٰۃ، خیرات اور اس کے جو سو شل سیکورٹی سیفٹی نیٹ پیسے ہیں یہ جو ہے حقداروں کو ملنی چاہیے۔ یہ ضرورت کی بنیاد پر دیے جانے چاہیے۔ بلوجستان میں 86% غربت ہے لیکن بلوجستان کو جناب والا! آبادی کے اعتبار سے زکوٰۃ کے پیسے ملتے ہیں اُس سے بھی کم۔ اسی طرح بنی نظیر انکم اسپورٹ پروگرام میں 2008ء میں جو شروع ہوا 2014ء اور 2015ء

میں تقریباً انہوں نے جب 28 ارب روپے تقسیم کیے اُس میں صرف بلوچستان کو تین ارب روپے ملے۔ بلوچستان کے تمام اضلاع کی تفصیلات میرے ساتھ ہے۔ اور بلوچستان کے صرف دو اضلاع ہیں جس میں صرف 02 ہزار کے قریب لوگ رجسٹرڈ ہیں۔ اور یہ تمام جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام تھا یہ political بنیادوں پر تقسیم ہوا۔ مجھے 100 forms دے دیے گئے۔ 500 فارم ایک کو دے دیے گئے میں جا کے دیتا گیا لوگوں کو اپنے ووٹ بڑھانے کے لیے۔ کسی نے بھی بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو غریبوں تک معدوروں، ناداروں اور حق داروں تک پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کی انکوارٹری کروائیں گے انشاء اللہ۔

جناب شناع اللہ بلوج: نہیں اس کی انکوارٹری کی ضرورت نہیں ہے یہ فیڈرل کا ہے آپ انکوارٹری کر بھی نہیں سکتے۔ یہ فیڈرل کا issue ہے آپ کرنہیں سکتے آپ قرارداد پاس کر سکتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کبھی آپ فیڈرل کا الزام ہم پر دھردیتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ آپ نہیں کر سکتے فیڈرل کا ہے۔

جناب شناع اللہ بلوج: میں ابھی آپ کو طریقہ کار بیانا ہوں جناب والا! اس قرارداد کا بنیادی مقصد کونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان کی راہنمائی بھی ہو کہ کل یہ کہیں کہ جی صوبہ غریب ہے، لاچار ہے، ہمارے پاس آمدنی نہیں ہے رقم نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد آپ مشترک طور پر منظور کر لیں گے تو اُس کے بعد بیکھ اس کے لیے ایک کمیٹی بنائیں، ہم آپ کو راستے بتائیں گے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے بلوچستان کے معدوروں کے لیے جو registered فی الحال معدور ہیں۔ بعد میں لوگ اپنے آپ کو register کروائیں گے، کم سے کم دس ہزار روپے ماہانہ اُن کے لیے وظیفہ مختص کریں۔ اور خصوصی طور پر قرارداد پاس کریں کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں سے اس کے بعد جتنی بھی درخواستیں آئیں گی وہ سب سے پہلے معدوروں کو اور وہ معدور جو registered ہیں جن کے پاس documentation ہے اُن کو ملنی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان حکومت بلوچستان معدوروں کی registration کے حوالے سے جو لمبا procedure ہے اس قرارداد کے توسط سے میں کہتا ہوں کہ وَن وِنڈو آپریشن شروع کروائیں۔ social certificate جاری میں ایک ڈاکٹر بٹھائیں اور وہ ڈاکٹر جو ہے اُسی وقت welfare department کرے کہ جناب والا! یہ ہاتھ سے پاؤں سے آنکھ سے کان جسمانی طور پر معدور ہے۔ یا کہ یہ جو registration ہے یہ بھی مکمل ہو سکے خداوند تبارک و تعالیٰ شاید اسی کے برکت بلوچستان میں کوئی خیر

لے آئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہم آپ کی تائید کرتے ہیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ: میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بلوج چستان آنے والی PSDP میں معذور کے لیے ماہانہ دس ہزار روپے جو ہے قم خیص کرنے کی قرارداد منظور کریں۔ جناب والا! قرارداد پیش کریں منظوری کے لیے اُمید ہے کہ میرے دوست اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کھیتان صاحب!

وزیر خوارک: thank you اسپیکر صاحب! جو شناع اللہ بلوچ صاحب نے قرارداد لائی ہے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اسیں ایک دو چیزیں میں گزارش کرلوں۔ یہ کہیں گے کہ اپنی حکومت کی تعریف کر رہا ہے۔ یہ اس حکومت کو credit جاتا ہے کہ ہم نے اقلیت کا کوئی ہر ملازمت میں ہم نے کابینہ میں باضابطہ ہم انکو minutes کھا سکتے ہیں اور معذور کو اور بلکہ ان کا نام جو disabled ہم نے تبدیل کر کے special نام رکھا ان کا۔ تو ہم نے ان کو declare کیا ہے cabinet نے اس موجودہ گورنمنٹ بلوج چستان نے کہ آئندہ ان کو تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔ ہم نے ان کو کہا کہ special لوگ، special کوئی بھی ہو سکتا ہے ایک سائنس دان بھی special ہو سکتا ہے، ایک dentist بھی special ہو سکتا ہے تو ہم نے ان کو احترام نام دیا ہے اور ہم نے ان کے کوئی پر سختی سے ان بھرتیوں میں عملدرآمد کر رہے ہیں۔ باقی شناع اللہ بلوچ نے جو قرارداد لائی ہے میری گزارش ہے کہ 6 نکات تو بہت خوبصورت ہیں ان کے بلوج چستان کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بنیادی چیز ہے چونکہ مرکز میں یہ بھی اُس حکومت کے حمایتی ہیں تو میرے محترم ان کے قائد سردار اختر جان کی طرف سے وہاں بھی take up کریں، ہم بھی up take کریں آپ کی طرف سے یہ اس قرارداد کو پورے ہاؤس کی طرف سے لے لیں، ہم بھجوادیتے ہیں کچھ ان کی محنت ہو گی کچھ ہماری جیسے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو راستے دکھانے کو تیار ہیں۔ تو ہم welcome کہتے ہیں ان کو۔ یہ ہمارے ساتھی کام ہیں۔ اسیں کوئی point scoring نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ جی ہم نے یہ کمال کیا جتنا درد آپ کے دل میں ہے اتنا درد ہمارے دل میں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد پر آتے ہیں سردار صاحب!

وزیر خوارک: ثبت چیزوں کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں اور گزارش کروں گا کہ اس کو پورے ایوان کی طرف سے لے لیں ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! میں قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ میں منظر صاحب سے کہوں گا کہ بہت ساری باتیں ہیں جو میرے دوست نے کہا کہ ان کی registration کا طریقہ کار one window ہونی چاہیے۔ ان کے لیے بلڈنگ کوڈ میں یہ رکھ دینا چاہیے کہ کس طرح وہ کسی بلڈنگ میں اب وہ اس اسمبلی میں نہیں آسکتے اس لیے کہ وہ معذور ہے۔ اسی میں الگ سے معذوروں کے لیے کوئی وہ نہیں ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ قرارداد کی تو ہم حمایت کرتے ہیں کچھ عملی اقدامات اٹھائیں ہمارے ان لوگوں special کے لیے۔ جناب! میری گزارش یہ ہے کہ جو آپ نے کہا ٹھیک فرمایا لیکن ان کے کوئی پر عمل ہو۔ اور خاص کر جو ان کا طریقہ کار ہے معذور کا وہ بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے ایک ایک سال بیچارے آتے جاتے ہیں۔ وہ آپ فوری طور پر اسکو one window کر دیں تاکہ ایک جگہ سے district میں کر دیں۔ ہر ڈپٹی کمشنر کو آپ اختیار دے دیں کہ وہاں special بچوں کا وہ ڈاکٹر کو دکھائیں، DHO ہے، جو بھی ہے، وہ one window کر دے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ فوری طور پر ایک ہفتے کے اندر اس کو ملنا چاہیے۔

thank you very much

جناب ڈپٹی اپیکر: وہ سب کچھ اسی قرارداد میں ہے۔ شکریہ۔ جی آیا قرارداد نمبر 41 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ جی یونس صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اپیکر! ہمارے زمینداروں کا معاشی قتل کیا جا رہا ہے۔ جو سب سے بڑا ہے میں مسئلہ ہم ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت کہتے ہیں اپنے agriculture کو ابھی اُس دہانے پر پہنچایا گیا ہے کہ جیسے PSDP کو پہنچایا گیا۔ اور اسی طرح PSDP سے جتنے ہمارے لوگ اس سے متاثر ہوئے جو ٹھیکیداریا دوسرے لوگ ہمارے تو اسی طرح ابھی بالکل agriculture کو بھی اس position پر لے کے آ رہے ہیں۔ سردار صاحب آپ ناراض نہیں ہو جائے مجھے گور کے دیکھ رہے ہو میں ڈر رہا ہوں۔ بہر حال یہ agriculture، جو واپڈا ہمارے ساتھ ظلم کر رہا ہے، ہمارے agriculture کے ساتھ ظلم کر رہا ہے، آپ ثوب سے لے کر۔۔۔

جناب ڈپٹی اپیکر: واپڈا کے چیئر مین کے لئے تو میں نے روائی دے دیں وہ آئیں گے۔

میر یونس عزیز زہری: سر! آپ تھوڑا سا میرا عرض سن لیں۔ کوشش میری یہ ہے کہ ہمارے زمیندار ایکشن کمیٹی کے چیئر مین آغا علی جان احمد زئی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے دوسرے لوگ بھی زمیندار ایکشن کمیٹی کے بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو بھی ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور انہوں نے یہاں لکھا ہوا ہے، زمیندار کسان کی

خواب کی تغیر، سر بزیر شاداب اور خوشحال بلوجستان یہ اُن کا نعرہ ہے لیکن اُن کے نعرے کو یہ گورنمنٹ بالکل خاک میں ملانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور سر بزیر شاداب کے بجائے بالکل مٹی کا ڈھیر بنارہ ہے ہیں۔ کیونکہ بجلی کی جو موجودہ پوزیشن ہے اور یا جو کیسکو چیف ہے، پہلے بھی آپ نے بلا یا کیسکو چیف کو اور کہا گیا اُس کو اور اُس کو تلقین کی گئی لیکن ہماری باتوں پر اپیکر صاحب کی باتوں پر یا اس ہاؤس کی باتوں کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ میرے خیال میں کوئی اس طرح کی کمیٹی بنائی جائے کہ وہ اُس کو پابند کرنے نہیں تو بالکل کیسکو کو بند کیا جائے جو معاشری قتل عام کر رہا ہے یہاں کے زمینداروں کا باخدا میں نال سے آیا ہوں کہ ابھی نال کے لوگوں نے کہا کہ تین گھنٹے بجلی دی جا رہی ہے اور تین گھنٹوں میں بھی اتنی triping ہو جاتی ہے کہ ہم رات بھر بیٹھ رہتے ہیں صبح سویرے اُٹھ کے بیٹھتے ہیں کہ جی ہم triping کو پورا کر لیں یا تین گھنٹے میں ہم اپنی بجلی پیدا کریں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: زہری صاحب! واپڈا چیف آ جائیں گے آپ سب اُن سے پھر مل کر بات کر لیں۔ ابھی ہم لوگ کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

میریوس عزیز زہری: سر! کارروائی سب سے زیادہ ضروری ہے میرے خیال میں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اس پر میں نے رولنگ دے دی۔

میریوس عزیز زہری: سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ لوگوں کا معاشری قتل ہو رہا ہے۔ ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت زراعت ہے۔ ہم اس پر اگر توجہ نہیں دیں گے دوسرے چیزوں پر توجہ دیں گے تو میرے خیال میں یہ اُن کے ساتھ بھی ظلم ہو گا اور ہمارے ساتھ بھی ظلم ہو گا۔ 9 مہینہ تو گورنمنٹ نے یہاں پر زلایا باقی ہم ابھی ان زراعت والوں کو رُلا کیں پھر ہم کہاں جائیں۔ جناب اپیکر! کوئی ایسی کمیٹی بنائی جائے ان کی نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔ جو flood آیا اُن کے نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔ بلڈوزر hours، آپ کی بلڈوزر بالکل بند ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: دیکھیں آپ وقت ضائع کر رہے ہیں اس طرح تو نہیں ہوتا نہ میں نے ایک رولنگ دے دی۔

میریوس عزیز زہری: سر! اگر آپ زراعت پر وقت ضائع کرنا کہتے ہو تو بلوجستان کا سب وقت ضائع ہے۔ تو پھر اس اسمبلی میں بھی میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: نہیں بلوجستان ہم سب کا گھر ہے۔ میں نے رولنگ دے دی بلوجستان ہم سب کا گھر ہے۔ نہیں اس طرح نہیں ہو سکتا میں نے رولنگ دے دی واپڈا چیف کو میں نے بلا یا ہوا ہے۔ کارروائی ہم لوگوں

کو آگے بڑھانی چاہیے۔ جی جناب ملک سکندر ایڈ ووکیٹ صاحب قائد حزب اختلاف، میر حمل کلمتی، جناب نصر اللہ خان زیری، ---

ملک سکندر ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اپسیکر اس پر زہری صاحب نے ---

جناب ڈپٹی اپسیکر: ملک صاحب اس پر میں نے ایک رو لنگ دے دی ہے واپڈا والے آجائیں گے آپ مہربانی کر کے قرارداد پر آجائیں۔

قائد حزب اختلاف: جنہوں نے آپ کے سامنے جو مطالبہ رکھا یہ جوز میندار ہیں ان کی بھل کے بل ہیں، وہ ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اس کے بارے میں آپ سے استدعا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: ملک صاحب جی جب یہ واپڈا کے چیف آئینے آپ لوگ سب ان سے گورنمنٹ اور اپوزیشن کے اراکین بیٹھ جائے ان کے ساتھ بات کرے۔

قائد حزب اختلاف: بارشوں میں نقصانات ہوئے ہیں اس کے لیے کوئی special package اگر ان کو دیا جائے آپ کے سامنے ہے بلوچستان۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: اس طرح نہیں ہوتا ناں دیکھیں رو لنگ میں نے دے دی ہے۔

قائد حزب اختلاف: بلوچستان آپ کے سامنے ہے، اس میں جو بارشوں میں لوگوں کی زمینیں خراب ہو گئی ہیں۔ لوگوں کے بندوٹ گئے ہیں لوگوں کے باغات ختم ہو گئے ہیں، لوگوں کی فصلات ختم ہو گئی ہیں۔ ان کی استدعا یہ ہے کہ یہ مطالبہ کیا جائے فیڈرل گورنمنٹ سے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے جو بھی عہدیدار آتے ہیں یا آج تک بلوچستان کے لیے ان نے ایک بھی لفظ نہیں کہا ہے امداد کا۔ تو انکا یہ مطالبہ ہے زہری صاحب آپ کو یہ ساری باتیں بتا رہے تھے کہ واپڈا کا توا لگ ہے، وہ آپ کی بہت مہربانی ہم سب آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے ایک order کر دیا آپ نے رو لنگ دے دیں۔ یہ جو special package ہے ان زمینداروں کے لیے یا جوان کے نقصانات ہوئے ہیں یا پھر یہ کہ جس طریقے سے ان کے ساتھ field میں زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ان کا مدعا کیا جائے بھی ہماری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی شکریہ ملک صاحب۔ دیکھیں کارروائی ساری رہتی ہے ساڑھے 8 بجے گئے۔ اگر آپ لوگ کارروائی آگے نہیں لے جانا چاہتے اس طرح بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر بالکل صحیح ہے پھر آپ لوگوں کے مشورے سے کارروائی روک دیتے ہیں اس پر آپ لوگ بات کریں۔ اجل اس طرح ختم ہو جائے گا۔ نہیں

میر یوسف عزیز زہری: جناب اپسیکر! 9 مہینے تو ہم رول گئے یہاں اور زمیندار ہمارے وہاں رول رہے ہیں

آپ کہہ رہے ہو اس کی اہمیت نہیں ہے۔ میں کوئی اس پر وہ نہیں کر رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب سے ہماری گزارش ہے ہمارے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں۔ جام صاحب سے یہ کہیں کہ ایک کمیٹی بنائیں اور جام صاحب خود اسکو deal کریں سارے MPAs کو بلا کیں، ان کے نقصانات کا ازالہ کریں۔ ان کے بلڈوزرز کا مسئلہ ہے۔ ان کو بھی کمیٹی بنائے وہ کر لیں۔ اس میں کوئی میرے خیال میں دوسری رائے نہیں ہے اور ہم نے کسی کے حق پر ڈاکنہ نہیں ڈالا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میر عارف صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اسپیکر صاحب! اس پر وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر لیں ایک delegation کو سارے چلے جاتے ہیں سی ایم صاحب سے بات کرتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں۔ ٹھیک ہے Monday کو ملتے ہیں سی ایم صاحب سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر علی ترین!

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! میرا سردار صاحب سے مطالبه ہے جام صاحب سے مطالبه ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کریں۔ فی الفور اسکو remove کیا جائے کیسکو چیف کو ہٹایا جائے۔ کیونکہ اس کی دلچسپی کسی اور چیز میں، دیکھیں! ہاؤس کی بڑی بے عزتی ہے ایک اسپیکر رولنگ دیتا ہے۔ یہ آتا ہے ساری باتیں سنتا ہے۔ ہم نے 9 گھنٹے بیٹھ کے discussion کی ہے پھر جلی بارج بس کیسکو چیف کو بلا یا گیا۔ مگر میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ ابھی دو فیس سے بھلی آرہی ہے یعنی ٹیوب ویل آپ نہیں چلا سکتے۔ اُس پر کوئی مشینزی electric یا کیا کہتے ہیں اُسکو ڈونکی مشین یا کوئی اور آپ نہیں چلا سکتے، کسی بھی ضلع میں تمام تر یہ نمائندگان یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی بھی ضلع میں اگر کوئی بندہ کہے کہ بہتری آئی ہو، تو بالکل ہم جرمانے کے لیے تیار ہیں۔ میرا مطالبه جام صاحب سے یہ ہے کہ فی الفور وفاقی حکومت سے رابطہ کریں اس کو ہٹائیں اور ایک ذمہ دار شخص کو تعینات کیا جائے تاکہ لوگوں کی فصلیں تباہ نہ ہوں۔ ابھی دیکھیں تین مہینے رہ گئے ہیں اس تین مہینے میں زمیندار ول کا سیزرن ہے باغات کا سیزرن ہے اگر اس تین مہینے میں ہم ان کو بھی نہیں دیں گے، تو یہ پھر اگلے ایک سال تک رُلتے جائیں گے۔ لہذا گورنمنٹ سے مطالبه ہے کہ اسکو فی الفور remove کیا جائے۔ آپ کتنی رولنگ دیں گے جتنی دفعہ اسکو بلا کیں گے، اس پر بالکل کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ میں اس کے پاس 10 ہزار دفعہ گیا ہوں۔ میں فیڈرل منستر کے پاس گیا، وہاں ایک بات کرتے ہیں کہتے ہیں جی پیشن کے losses 50% ہیں، 80% ہیں۔ جبکہ losses 50% میں غلط پیمانی کرتا ہے، وفاقی وزیر سے بھی جھوٹ بولتا ہے۔

یہاں کے ممبران سے بھی جھوٹ بولتا ہے۔ دھوکے سے بات کرتا ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ اس کو remove کیا جائے تاکہ اس سے ہماری جان چھوٹے اور بجلی بہتر ہو۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار صاحب!

وزیر خوراک: جناب اسپیکر صاحب! میں تھوڑا سا جیسے میری لونس نے کہا بالکل پہلے تو میں آغاز جان جو زمینداروں کا president ہے میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اس ایوان میں۔ ابھی انہوں نے بتایا کہ 7 اضلاع کی مکمل طور پر کیسکو نے بجلی کاٹ دی ہے اور زمینداروں کے گئے ہیں۔ تو یہ سب کا سائبھام مسئلہ ہے۔ اپنی بات تو یہ ہے کہ جیسے آپ نے رونگ دی ہے اُس کی date مقرر کر کے کیسکو کا جو چیف ہے ادھر کا، وہ ہمارے آکے مکمل briefing دے۔ اور اُس کے بعد ہم اس سے پہلے ہماری حکومت نے takeup کیا ہوا ہے، پچھلے دنوں ہمارے PHE کی briefing میں ہم اُنکی monopoly توڑنے کے لیے جو واپڈا کی monopoly ہے ہم زیادہ سے زیادہ billion of rupees رکھ رہے ہیں اس بجٹ میں۔ اچھا! دو چیزیں ہیں میں اس ایوان کو اعتماد میں لوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے کہا کہ جو subsidy ہم دے رہے تھے جو ٹیوب ویل کے لیے، وہ ختم کر رہے ہیں۔ دوسرا وفاقی حکومت نے یہ کیا ہے جو اُس وقت میں بھول گیا فیڈرل لیویز ہے جو سفیران کے under federal responsibility ہے۔ آرہی تھی وہ انہوں نے کہا کہ اس سال آپ تنخواہ دیں گے اور اُسکے بعد وہ تنخواہ دینے بند کر رہے ہیں۔ liability provincial government کا ہے تو وہ بوجھ بھی ہم اٹھانے کو تیار ہیں۔ ہم اپنی force کو انشاء اللہ degrade یا ختم ہونے نہیں دیں گے۔ تو یہ serious issue ہے۔ اب گرفتی کا سیزن ہے فصلیں ہیں تباہ ہو جائیں گی۔ تو جیسے آپ نے رونگ دی ہے جو آپ متعلقہ ہیں in-House camera briefing ہے۔ problem یہاں ہے۔ میں ابھی پنجاب سے آرہا ہوں۔ وہاں hardly ہو ہے آدھا گھنٹہ بھی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوتی ہے تو یہ سوپیلا سلوک ہمارے ساتھ کیوں ہے ہم ادھر عوام کے لیے پیٹھے ہیں۔ کرتی وزارت یہ چیزیں ہمارے لیے اہمیت نہیں رکھتی ہیں ہمارے لیے بنیادی طور پر یہاں کے لوگوں کے مسائل ہیں۔ اور زرعی مسئلہ جناب اسپیکر صاحب! آپ سے لیکر جتنا ایوان ہے 65 کا 65 ایوان ہے ہم سب سے متاثر ہیں کیسکو چیف کا جہاں تک سوال ہے فیصل واڑا آیا تھا۔ briefing دے رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ جی اگر آپ لوگ کہتے ہیں میں change کر دیتا ہوں۔ میں اس کا witness ہو میرے دوسرے colleague شائد ادھر سے بھی ہو وہ witness میں کہ جام صاحب نے یہاں کے ایک مقامی آدمی کو recommend کیا ہے جو اہل ہے میں

اس کا نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ کہہ گئے شاید یہ blue eyed time ہے ایوان کا یا یہاں کے لوگوں کا قابل تر آدمی ہے اسی سرز میں کا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب بات تھوڑا مختصر کریں۔

وزیر خوراک: سرا میں تو ہر وقت مختصر کرتا ہوں آپ مجھے مختصر کر دیتے ہیں تو اسی سرز میں کا ہے recommend کر دیا ہے جام صاحب نے written میں بھی دیدی ہے زبانی بھی بتا دیا ہے میرے سامنے ٹیلیفون بھی کیا اب میں ساتھیوں سے یہ کہ رہا تھا۔ اگر یہ ہمارے مسئلے حل نہیں کرتے ہمارے زمینداروں کے مسئلے حل نہیں کرتے تو کل جیسے عمران خان نے کہا تھا کہ ہم ٹیکس دینا بند کر دیں گے۔ جو بھلی بل تھوڑے بہت دے رہے ہیں وہ بند کر دیں گے۔ تو ہذا date early میں Monday کو رکھ لیں Tuesday کو رکھ لیں information in-camera briefing دے دیں۔ تمام ایوان کو وہاں آپ کی طرف سے آ جائیں گی اس کے بعد یہ سانچھا مسئلہ ہے ہم طے کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے شکریہ۔ اب میں گورنر صاحب کا۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں! یہ احساس تو آپ لوگوں کو کرنا چاہئے اگر ہم issue ہوتا تو پھر آپ لوگ وقت نہ ضائع کرتے تھوڑا بہت میں بار بار یہی بول رہا تھا۔ ساڑھے تین گھنٹے ہوئے ہیں اجلاس کو۔ اب میں گورنر صاحب کا انگریزی حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER.

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(B) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973 I Justice Retired Amanullah Khan Yasinzai, Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business the session of the provincial assembly of balochistan shall stand prorogued on Friday the 3rd May, 2019.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے متوجی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 08 بجکر 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

